رجسٹرڈ ایل ۷۷

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

قیمت پیشگی سالانہ عوام سے ۵ر خواص اور معاونین سے ۱۰ر ہندوستان سے باہر ۶

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی ٭ دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

نمبر ۳۷ | دارالامن والامان قادیان ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات
حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

تبتل کی حقیقت

جو ۱۳ ستمبر ۱۹۰۱ء کو مغرب کی نماز کے بعد حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم نے سید امیر علیشاہ صاحب ملہم سیالکوٹی کے استفسار پر بیان فرمائی۔ اُن کو اپنی کسی رؤیا میں ارشاد ہوا تھا۔ کہ وہ تبتل کے معنے حضرت اقدس سے دریافت کریں۔ اس بنا پر انہوں نے سوال کیا اور حضرت اقدس نے اُسکی تشریح فرمائی

ایڈیٹر

میرے نزدیک رؤیا میں یہہ بتانا کہ تبتل کے معنے مجھہ سے دریافت کئے جاویں اس سے یہہ مراد ہے کہ جو میرا مذہب اس بارہ میں ہے۔ وہ اختیار کیا جاوے منطقیوں یا نحویوں کی طرح معنے کرنا نہیں ہوتا بلکہ حال کے موافق معنے کرنے چاہیں ہمارے نزدیک اسوقت کسی کو متبتل کہینگے جب وہ عملی طور پر اللہ تعالیٰ اور اس کے احکام اور رضا کو دنیا اور اس کی متعلقات دمکروہات پر مقدم کرے۔ کوئی رسم و عادت کوئی قومی اصول اس کا رہزن نہ ہو سکے نہ نفس رہزن ہو سکے نہ بہائی نہ جورو نہ بیٹا نہ باپ غرض کوئی شے اور کوئی متنفس اسکو خدا تعالےٰ کے احکام اور رضا کے مقابلہ میں اپنے اثر کے نیچے نہ لا سکے ٭ اور وہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول میں ایسا اپنے آپ کو کہو دے کہ اسپر فنائے اتم طاری ہو جاوے اور اس کی ساری خواہشوں اور ارادوں پر ایک موت وارد ہو کر خدا ہی خدا رہجاوے دنیا کے تعلقات بسا اوقات خطرناک رہزن ہو جاتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کی رہزن حضرت حوا ہو گئی۔

پس تبتل نام کی صورت میں یہہ ضروری امر ہے کہ ایک سکر اور فنا انسان پر وارد ہو۔ مگر نہ ایسی کہ وہ اسے خدا سے گم کرے

بلکہ خدا میں گم کرے

غرض عملی طور پر تبتل کی حقیقت تب ہی کہلتی ہے۔ جب کہ ساری روکیں دور ہو جائیں۔ اور ہر ایک قسم کے حجاب دور ہو کر محبت ذاتی تک انسان کا رابطہ پہونچ جاوے اور فنائے اتم ایسی حاصل ہو جاوے قیل و قال کے طور پر سب کچھہ ہو سکتا ہے اور انسانی الفاظ اور بیان میں بہت کچھہ ظاہر کر سکتا ہے مگر مشکل ہے تو یہہ کہ

عملی طور پر اسے ادا کر بہی دے جو کچھہ وہ کہتا ہے

یوں تو ہر ایک جو خدا کو ماننے والا ہے پسند بہی کرتا ہے اور کہہ بہی دیتا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ خدا کو سب پر مقدم کروں اور مقدم کرنے کا مدعی بہی ہو سکتا ہے لیکن جب ان آثار اور علامات کا معاینہ کرنا چاہیں جو خدا کو مقدم کرنے کے ساتہہ ہی عطا ہوتے ہیں۔ تو ایک مشکل کا سامنا ہوگا۔ بات بات پر انسان ٹہوکر کہاتا ہے۔ خدا تعالےٰ کی راہ میں جب اس مال اور جان کے دینے کی ضرورت محسوس ہوتی

ہے اور خدا تعالےٰ ان سے ان کی جانوں اور مالوں یا اور عزیز ترین اشیاء کی قربانی چاہتا ہے حالانکہ وہ اشیاء انکی اپنی بھی نہیں ہوتی ہیں - لیکن پھر بھی وہ مضائقہ کرتے ابتداءً بعض صحابہ کو اس قسم کا ابتلا پیش آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنائے مسجد کے واسطے زمین کی ضرورت تھی ایک شخص سے زمین مانگی تو اس نے کئی عذر کرکے بتادیا کہ میں زمین نہیں دے سکتا اب وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ پر ایمان لایا تھا اور اللہ اور اس کے رسول کو سب پر مقدم کرنے کا عہد اس نے کیا تھا لیکن جب آزمایش اور امتحان کا وقت آیا تو اس کو پیچھے ہٹنا پڑا - گو آخرکار اس نے وہ قطعہ دیدیا - تو بات اصل میں یہی ہے کہ کوئی امر محض بات ہی نہیں ہو سکتا جب تک عمل اس کے ساتھ نہ ہو اور عملی طور پر صحیح ثابت نہیں ہوتا -

جبتک امتحان ساتھ نہ ہو

ہمارے ہاتھ پر بیعت تو یہی کی جاتی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کروں گا اور ایک شخص کو جسے خدا نے اپنا مامور کرکے دنیا میں بھیجا ہے اور جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نائب ہے جس کا نام حَکَم اور عَدَل رکھا گیا ہے -) اپنا امام سمجھوں گا اس کے فیصلے پر ٹھنڈے دل اور انشراح قلب کے ساتھ رضامند ہو جاؤں گا لیکن اگر کوئی شخص یہ عہد و اقرار کرنے کے بعد بھی ہمارے کسی فیصلہ پر خوشی کے ساتھ رضامند نہیں ہوتا بلکہ اپنے سینہ میں کوئی رک اور اٹک پاتا ہے تو یقیناً کہنا پڑے گا کہ اس نے پورا تبتل حاصل نہیں کیا اور وہ اس اعلےٰ مقام پر نہیں پہونچا جو تبتل کا مقام کہلاتا ہے بلکہ اس کی راہ میں ہوائے نفس اور دنیوی تعلقات کی روکیں اور زنجیریں باقی ہیں - اور ان حجابوں سے وہ باہر نہیں نکلا - جنکو پھاڑ کر انسان اس درجہ کو حاصل کرتا ہے جب تک وہ دنیا کے درخت سے کاٹا جا کر الوہیت کی شاخ کے ساتھ ایک پیوند حاصل نہیں کرتا اسکی سرسبزی اور شادابی محال ہے -

دیکھو جب ایک درخت کی شاخ اس سے کاٹ دیجاوے تو وہ پھل پھول نہیں دے سکتی خواہ اسے پانی کے اندر ہی کیوں نہ رکھو اور ان تمام اسباب کو جو پہلی صورت میں اس کے لئے مایہ حیات تھے استعمال کرو لیکن وہ کبھی بھی بارآور نہ ہوگی اسی طرح پر جب تک ایک صادق کے ساتھ انسان کا پیوند قائم نہیں ہوتا وہ روحانیت کو جذب کرنے کی قوت نہیں پاسکتا جیسے وہ شاخ تنہا اور الگ ہو کر پانی سے سرسبز نہیں ہوتی اسیطرح پر یہ بے تعلق اور الگ ہو کر بارآور نہیں ہو سکتا -

پس

انسان کو متبتل ہونے کے لئے ایک قطع کی ضرورت بھی ہے اور ایک پیوند کی بھی - خدا کے ساتھ اسے پیوند کرنا اور دنیا اور اس کے تمام تعلقات اور جذبات سے الگ بھی ہونا پڑے گا - اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ بالکل دنیا سے الگ رہ کر یہ تعلق اور پیوند حاصل کرے گا - نہیں بلکہ دنیا میں رہ کر پھر اس سے الگ رہے یہی تو مردانگی اور شجاعت ہے اور الگ ہونے سے مراد یہ ہے کہ دنیا کی تحریکیں اور جذبات اس کو اپنا زیر اثر نہ کرلیں اور وہ ان کو مقدم نہ کرے -

بلکہ خدا کو مقدم کرے

دنیا کی کوئی تحریک اور روک اس کی راہ میں نہ آوے اور اپنی طرف اسکو جذب نہ کرسکے -

میں نے ابھی کہا ہے کہ دنیا میں بہت سی روکیں انسان کے لئے ہیں - ایک جورو یا بیوی بھی بہت کچھ رہزن ہو سکتی ہے خدا نے اسکا نمونہ بھی پیش کیا ہے خدا نے ایک ہی کی تعلیم دی تھی اس کا اثر پہلے عورت پر ہوا پھر آدم پر ہوا

غرض

تبتل کیا ہے؟ خدا کی طرف انقطاع کرکے

دوسرونکو کالمُردہ سمجھ لینا

بہت سے لوگ ہیں جو ہماری باتوں کو صحیح سمجھتے ہیں - اور کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ بجا اور درست ہے مگر جب ان سے کہا جاوے کہ پھر تم اس کو قبول کیوں نہیں کرتے تو وہ یہی کہینگے کہ لوگ ہم کو برا کہتے ہیں - پس یہ خیال کہ لوگ اس کو برا کہتے ہیں یہی ایک رگ ہے جو خدا سے قطع کراتی ہے - کیونکہ اگر خدا تعالےٰ کا خوف دل میں ہو - اور اسکی عظمت اور جبروت کی حکومت کے ماتحت انسان ہو - پھر اس کو کسی دوسرے کی پروا کیا ہو سکتی ہے کہ وہ کیا کہتا ہے کیا نہیں؟ ابھی اس کے دل میں لوگوں کی حکومت ہے نہ خدا کی - جب یہ مشرکانہ خیال دل سے دور ہو جاوے پھر سب کے سب مردے اور کیڑے سے بھی کمتر اور کمزور نظر آتے ہیں اگر ساری دنیا ملکر بھی مقابلہ کرنا چاہے تو ممکن نہیں کہ ایسا شخص حق کو قبول کرنے سے رک جائے -

تبتل تام کا پورہ نمونہ

انبیاء علیہم السلام اور خدا کے ماموروں میں مشاہدہ کرنا چاہیئے کہ وہ کسطرح دنیا داروں کی مخالفتوں کی باوجود پوری بے کسی اور ناتوانی کے پروا تک نہیں کرتے ان کی رفتار اور حالات سے سبق لینا چاہیے -

بعض لوگ پوچھا کرتے ہیں - کہ ایسے لوگ جو بلا نہیں کہتے مگر پورے طور پر اظہار بھی نہیں کرتے محض اس وجہ سے کہ لوگ برا کہیں گے کیا ان کے پیچھے نماز پڑھ لیں میں کہتا ہوں ہرگز نہیں اس لئے کہ ابھی تک ان کے قبول حق کی راہ میں ایک ٹھوکر کا پتھر ہے اور وہ ابھی تک اسی درخت کی شاخ میں جسکا پھل زہریلا اور ہلاک کرنیوالا ہے اگر وہ دنیاداروں کو اپنا معبود اور قبلہ نہ سمجھتے تو ان سارے حجابوں کو چیر کر باہر نکل آتے - اور کسی کے لعن طعن کی ذرا بھی پروا نہ کرتے اور کوئی خوف شماتت کا نہیں دامنگیر ہوتا - بلکہ وہ خدا کی طرف دوڑتے

پس

یاد رکھو کہ تم ہر کام میں دیکھ لو کہ اس میں

خدا راضی ہے یا مخلوق

خدا - جب تک یہ حالت نہ ہو جاوے

کہ خدا کی رضا مقدم ہو جاوے اور کوئی شیطان اور رہزن نہ ہو سکے اوسوقت تک ٹھوکر کھانے کا اندیشہ ہے -

لیکن جب دنیا کی برائی بھلائی محسوس

ہی نہو بلکہ خدا کی خوشنودی اور ناراضگی ایسہ اثر کرنے والی ہو یہہ وہ حالت ہوتی ہے جب انسان ہر قسم کے خوف و حزن کے مقامات سے نکلا ہوا ہوتا ہے۔

اگر کوئی شخص ہماری جماعت مین شامل ہوکر پہر اس سے نکل بھی جاتا ہے تو اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ اس کا شیطان اس لباس مین نہو اس کے ساتہہ ہوتا ہے۔

لیکن اگر وہ عزم کرلے کہ آئندہ کسی وسوسہ انداز کی بات کو سنون گاہی نہین۔ تو خدا

اسے بچا لیتا ہے۔ . . . . . .

ٹھوکر لگنے کا عموماً یہی سبب ہوتا ہے۔ کہ دوسرے تعلقات قائم تھے ان کو پرورش کے لئے ضرورت پڑی کہ اُدہر سے سست ہون سستی سے اجنبیت پیدا ہوئی پہر اس سے تکبر اور پہر انکار تک نوبت پہونچی۔

تبتل کا عملی نمونہ ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہین نہ آپ کو کسی کی مدح کی پروا نہ ذم کی۔ کیا کیا آپ کو تکالیف پیش آئین۔ مگر کچھہ بھی پرواہ نہین کی۔ کوئی لالچ اور طمع آپ کو اس کام سے نہ روک سکا جو آپ خدا کی طرف سے کرنے آئے تھے جب تک انسان اس حالت کو اپنے اندر مشاہدہ نہ کرلے اور امتحان مین پاس نہ ہوے کبھی بھی

بیفکر نہ ہو پہر یہہ بات بھی یاد رکہنے کے قابل ہے کہ جو شخص

متبتل ہوگا متوکل بھی وہی ہوگا گویا

متوکل ہونے کے واسطے متبتل ہونا شرط ہے کیونکہ جب تک اوردن کے ساتہہ تعلقات ایسے ہین کہ انپر بہروسہ اور تکیہ کرتا ہے اسوقت تک خالصۃً للہ توکل کب ہوسکتا ہے۔ جب خدا کی طرف انقطاع کرتا ہے تو وہ دنیا کی طرف سے توڑتا ہے اور خدا مین پیوند کرتا ہے۔ اور یہہ تب ہوتا ہے جب کہ **کامل توکل** ہو جیسے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل متبتل تھے ویسے ہی کامل متوکل بھی تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اتنے وجاہت والے اور قوم و قبائل کے سرداروں کی ذرا بھی پروا نہیں کی اور ان کی مخالفت سے کچھہ بھی متاثر نہوئے

آپ مین ایک فوق العادت یقین خداتعالے کی ذات پر تہا۔ اسی لئے اس قدر عظیم الشان بوجہ کو آپ نے اٹھا لیا۔ اور ساری دنیا کی مخالفت کی۔ اور ان کی کچھہ بھی ہستی نہ سمجہی یہ بڑا نمونہ ہے توکل کا۔ جسکی نظیر دنیا مین نہین ملتی۔

اس لئے کہ اس مین خدا کو پسند کرکے دنیا کو مخالف بنالیا جاتا ہے۔ مگر یہہ حالت پیدا نہین ہوتی جب تک گویا خدا کو نہ دیکھہ لے جب تک یہہ امید نہ ہو کہ اس کے بعد دوسرا دروازہ ضرور کہلنے والا ہے۔ جب یہہ امید اور یقین ہو جاتا ہے تو وہ عزیزون کو خدا کی راہ مین دشمن بنالیتا ہے اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ خدا اور دوست بنادے گا۔ جائداد کہو دیتا ہے کہ اس سے بہتر ملنے کا یقین ہوتا ہے

خلاصہ کلام یہہ ہے کہ خدا ہی کی رضا کو مقدم کرنا تو تبتل ہے اور پہر

تبتل اور توکل توام ہین

تبتل کا راز ہے توکل اور توکل کی شرط ہے
تبتل یہی ہمارا مذہب اس امر مین ہے

تبتل تام کی حقیقت پر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک مکتوب بہی ہے۔ جو ۹ راگست ۱۸۸۳ء کو حضور نے لکھا تھا ہم ہفتہ آیندہ مین انشاء اللہ تعالے انہیں کالمون مین اسی سلسلے کے نیچے اسے شائع کردین گے تاکہ زیادہ وضاحت سے اس کی حقیقت کہلجاوے

ایڈیٹر

مکتوبات احمدیہ

مکتوب دربارہ ترغیب جہد و سعی تحت ولی بعض حجاج
و
تشریح خواب و کشف
و فنا و بقا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مشفقی مکرمی سلمہ اللہ تعالےٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے خواب کے آثار یون ہی نظر آتے ہین۔ کہ انشاء اللہ رویا صالحہ و واقعہ صحیحہ ہوگا مگر اس بات کے لئے کہ مضمون خواب حیز قوت سے حیز فعل مین آوے بہت سے محنتین درکار ہین۔ خواب کے واقعات اس پانی سے مشابہ ہین۔ کہ جو ہزارون من مٹی کے نیچے زمین کی تہ مین واقعہ ہے۔ جس کے وجود مین تو کچھہ شک نہیں لیکن بہت سی جانکنی اور محنت چاہیئے تا وہ مٹی پانی کے اوپر سے بکلی دور ہو جاوے اور نیچے سے پانی شیرین اور مصفا نکل آوے۔

ہمت مردان مدد خدا۔ صدق اور وفا سے خدا کو طلب کرنا موجب فتحیابی ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

گر بہ سنگ موم شود در مقام صبر
آری شود ولیک بخون جگر شود
گرچہ وصالش نہ بکوشش دہند
ہر قدر اے دل کہ توانی بکوش

آپ کی ملاقات کے واسطے مین بہی چاہتا ہون مگر وقت مناسب کا منتظر ہون۔ بیوقت حج بھی فائدہ نہیں دیتا۔ اکثر حاجی جو بڑی خوشی سے حج کرنے کے لئے جاتے ہین اور پہر دل سخت ہو کر آتے

ہین - اس کا یہی باعث ہے کہ انہون نے بیوقت بیت اللہ کی زیارت کی اور بجز ایک کوٹھہ کے اور کچھہ نہ دیکھا - اور اکثر مجاورین کو صدق اور صلاح پر نہ پایا - دل سخت ہوگیا علے ہذا القیاس ملاقات جسمانی مین بھی ایک قسم کے ابتلا پیش آجاتے ہین - الاماشاء اللہ

آپ کے سوالات کا جواب جو اسوقت میرے خیال مین آتا ہے -

مختصر طور پر عرض کیا جاتا ہے آپنے پہلے یہہ سوال کیا ہے - کہ پورا پورا علم جیسے بیداری مین ہوتا ہے - خواب مین کیون نہیں ہوتا اور خواب کے دیکھنے والا اپنی خواب کو خواب کیون نہین سمجھتا -

سو آپ پر واضح ہو کہ خواب اوس حالت کا نام ہے کہ جب بباعث غلبہ رطوبت مزاجی کہ جو دماغ پر طاری ہوتی ہے حواس ظاہری و باطنی اپنے کار بار معمول سے معطل ہوجاتے ہین - پس جب خواب کو تعطل حواس لازم ہے تو ناچار جو علم اور امتیاز اور بذریعہ حواس انسان کو حاصل ہوتا ہے وہ حالت خواب مین بباعث تعطل حواس نہیں رہتا کیونکہ جب حواس بوجہ غلبہ رطوبت مزاجی معطل ہوجاتے ہین - تو بالضرورت اس فعل مین بھی فتور آجاتا ہے - پہر بعلت اس فتور کے انسان نہیں سمجھہ سکتا کہ مین خواب مین ہون یا بیداری مین -

لیکن ایک اور حالت ہوتی ہے کہ جس سے ارباب طلب اور اصحاب سلوک کبھی کبھی متمتع اور محظوظ ہوجاتے ہین اور وہ یہہ ہے کہ بباعث دوام مراقبہ اور حضور اور استیلاء شوق و غلبہ محبت ایک حالت غیبت حواس انپر وارد ہوجاتی ہے جسکا یہ باعث نہیں ہوتا کہ دماغ پر رطوبت مستولی ہو - بلکہ اس کا باعث صرف ذکر اور شہود کا استیلاء ہوتا ہے - اس حالت مین چونکہ تعطل حواس بہت کم ہوتا ہے اس جہت سے انسان اس بات پر متنبہ ہوتا ہے کہ وہ کسیقدر بیدار ہے - خواب مین نہین اور نیز اپنے مکان اور اس کے تمام وضع پر بھی اطلاع رکھتا ہے یعنے جس مکان مین ہے اس مکان کو برابر شناخت کرتا ہے جن اردگرد کی لوگون کی آوازین بھی سنتا ہے اور کل مکان کو بچشم خود دیکھتا ہے صرف کسیقدر بجذبہ غیبی غیبت حس ہوتی ہے اور جو انسان خواب کی حالت مین اپنی رویا مین اپنے تئیں بیدار معلوم کرتا ہے - یہہ علم بذریعہ حواس نہیں - بلکہ اس علم کا منشا صرف فقط روح ہے -

دوسرا سوال آپ کا یہہ ہے کہ فناء اتم مین غایت المعراج و نہایت الوصال ہے علم خلق رہتا ہے یا نہیں -

اول سمجھنا چاہیے کہ فناء اتم عین وصال کا نام نہین - بلکہ امارات اور آثار وصال مین سے ہے - کیونکہ فناء اتم مراد اس حالت سے ہے - کہ طالب حق خلق اور ارادت نفس سے بکلی باہر ہوجاوے اور فعل اور ارادت الہی مین بکلی کھویا جاوے - یہان تک کہ اوسی کیساتھ دیکھتا ہے اور اوسی کے ساتھہ سنتا ہے - اور اوسی کے ساتھہ پکڑتا ہو اور اسی کے ساتھہ چھوڑتا ہو -

پس

یہہ تمام آثار وصال کے ہین نہ عین وصال اور عین وصال ایک بیچون اور بیچگون نور ہے کہ جس کو اہل وصول شناخت کرتے ہین مگر بیان نہیں کرسکتے -

خلاصہ کلام یہہ ہے - کہ جب طالب کمال وصول کا خدا کے لئے اپنے تمام وجود سے الگ ہوجاتا ہے اور کوئی حرکت اور سکون اس کا اپنے لئے نہیں رہتا بلکہ سب کچھہ خدا کے لئے ہوجاتا ہے تو اس حالت مین اس کو ایک روحانی موت پیش آتی ہے جو بقا کو مستلزم ہے -

پس

اس حالت میں گویا وہ بعد موت کے زندہ کیا جاتا ہے اور غیر اللہ کا وجود اسکی آنکھ مین باقی نہیں رہتا یہانتک کہ غلبہ شہود ہستی الہی سے وہ اپنے وجود کو بھی نابود سا خیال کرتا ہے -

پس

یہہ مقام عبودیت اور فناء اتم ہے جو غایت سیر اولیا ہے اور اسی مقام مین غیب سے باذن اللہ ایک نور سالک کے قلب پر نازل ہوتا ہے جو تقریر اور تحریر سے باہر ہے غلبہ شہود کی ایک ایک ایسی حالت ہے کہ جو علم الیقین اور عین الیقین کے مرتبہ سے برتر ہے صاحب شہود تام کو ایک علم تو ہے مگر ایسا علم جو اپنے ہی نفس پر وارد ہوگیا ہے -

جیسے کوئی آگ مین جل رہا ہے سو اگرچہ وہ بھی جلنے کا ایک علم رکھتا ہے مگر وہ علم الیقین اور عین الیقین سے برتر ہے کبھی شہود تام بیخبری تک بھی نوبت پہونچا دیتا ہے اور حالت سکر اور بیہوشی کو غلبہ کرتی ہے اس حالت سے یہ آیت مشابہ ہے

فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا

لیکن حالت تام وہ ہے جسکی طرف اشارہ ہے

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى

یہہ حالت ہے اہل جنت کے نصیب ہوگی

پس

غایت یہی ہے جسکی طرف اللہ تعالے نے آپ اشارہ فرمایا ہے -

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

۱۸ مارچ ۱۸۸۳ء مطابق ۸ جمادی الاول ۱۳۰۰ھ

اطلاع

جیساکہ پہلے بھی اطلاع دیجاچکی ہے اس سال کے اختتام مین ایک سہ ماہی سے بھی کم عرصہ رہ گیا ہے اس لئے بقایا داران سے قیمت وصول کرنے کے لئے ۲۰ ستمبر ۱۹۰۱ء سے وی پی پیکٹوں کے بھیجنے کا سلسلہ شروع ہے جن دوستوں نے **حقوق العباد** کی پروا کرکے پیکٹ وصول کرلئے ہیں اُن کا شکریہ ہے - ائیندہ بھی یہہ سلسلہ برابر اسوقت تک جاری رہیگا - جب تک بقایا وصول نہ ہوجاوے اور یہہ کل بقایا بہرحال آخیر نومبر ۱۹۰۱ء تک وصول ہوجانا چاہیے کیونکہ حسب معمول ۱۰ دسمبر ۱۹۰۱ء کا اخبار ۱۹۰۲ء کی قیمتون کے لئے وی پی کیا جاویگا

(ایڈیٹر)

عام اطلاع

حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم نے جو اشتہار بغرض **امتحان** شائع فرمایا تھا اس کے متعلق بعض ضروری امور کی اطلاع کے لیے لکھا جاتا ہے کہ اس **امتحان** میں مندرجہ ذیل **کتابیں** بطور **کورس** کے ہونگی

فتح اسلام۔ توضیح مرام۔ ازالہ اوہام۔ انجام آتھم ایام الصلح۔ سرمہ چشم آریہ حمامۃ البشریٰ خطبہ الہامیہ

سوالات عموماً ان کتابوں سے دی جاویں گے جو تحریری ہوں گے۔ یہ **امتحان** ۲۷ دسمبر ۱۹۰۱ء سے شروع ہوکر ۳۰ دسمبر ۱۹۰۱ء کو ختم ہوجائیگا جو لوگ دور دراز مقامات مثلاً **حیدر آباد** یا **مدراس** یا **منی پور آسام** یا **کٹک اڑیسہ** وغیرہ سے شامل نہ ہوسکیں گے وہاں وہی پرچے روانہ کیے جائیں گے جو ایک مہتمم کی نگرانی میں بغرض جواب تقسیم ہوں گے ہر ایک شخص جو اس امتحان میں شریک ہونا چاہتا ہے وہ اپنا نام معہ مفصل پتہ کے بغرض اندراج فہرست امیدوارانِ امتحان خاکسار ایڈیٹر الحکم کے پاس بھیجدے امتحان کے متعلق اس سے زیادہ اور کوئی امر قابل استفسار نہیں ہے

الحکم کے متعلق

ہم نہایت شکرگذاری کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے احباب کو ہماری متواتر تحریکوں پر توجہ ہو چلی ہے اور وہ اخبار الحکم کے لیے جدید خریدار بہم پہنچانے لگے ہیں چنانچہ اس ہفتہ میں برادرم بابو **شاہدین صاحب** نے جو اس سے پہلے کئی خریدار دے چکے ہیں ایک جدید خریدار کے نام اجرائے الحکم کے لیے کارڈ لکھا ہے اور ایسا ہی **مولوی محمد یمین** صاحب کشمیری ایک اور خریدار کے نام اخبار جاری کراتے ہیں وہ بھی اس سے پہلے ایک خریدار دے چکے ہیں ڈاکٹر **نعمت خان** صاحب وٹرنری اسسٹنٹ جو مدرسہ تعلیم الاسلام کے والنٹیر بھی ہیں وہ بھی ایک جدید خریدار کا نام بھیجتے ہیں شیخ **محمد حسین** صاحب کلرک میاں میر چھاؤنی سے ایک خریدار دیتے ہیں منشی **احمد حسن** صاحب عطار دیوبند سے ایک جدید خریدار کے نام جاری کراتے ہیں اس کے علاوہ چار شخص اپنی درخواستوں پر الحکم لیتے ہیں۔ ہمارے بہت سے اہل ثروت خریدار ہیں جنکی توجہ کی بہت بڑی ضرورت ہے مثلاً قاضی **نظیر حسین** صاحب۔ **حیدر آبادی جماعت** کے قریباً سب افراد۔ ڈاکٹر مرزا **یعقوب بیگ** صاحب۔ **منشی نواب خان** صاحب تحصیلدار۔ اور خواجہ **کمال الدین** صاحب پلیڈر۔ قاضی **محبوب عالم** صاحب بی اے وغیرہم بہت سے احباب ہیں جو اس طرف توجہ کریں تو بہت جلد اخبار کی اشاعت **ہزار** تک پہونچ سکتی ہے + ہم اُمید کرتے ہیں کہ ہماری اُمید کے موافق وہ اس سال کے اخیر تک ہمیں **ایک ہزار** اشاعت تک کے قابل بنا دیں گے۔

مختصر نوٹ اور نکات

جبکہ یہ امر مسلم ہے کہ کوئی ایسا فعل جو کسی قوم کے لیے بطور غرض مشترک ہوتا ہے وہ بدون اعانت باہمی پورے طور پر سرانجام نہیں پا سکتا۔ اور صرف شخص واحد ہی اس کا متحمل نہیں ہوتا اور نہ کبھی ہوا۔ یہانتک کہ انبیاء علیہم السلام کو بھی جو توکل اور تفویض اور تحمل اور مجاہدات افعال خیر میں سب سے بڑھ کر ہوتے ہیں برعایت اسباب ظاہری **من انصاری الی اللہ** کہنا پڑتا ہے اور خدا تعالےٰ کا قانون تشریعی **تعاونوا علی البر و التقوی** کا حکم دیتا ہے پھر اگر ہم **الحکم** امداد کے لیے اپنے ناظرین کو متوجہ کرتے رہیں تو حق بجانب ہیں اور قوم کا فرض ہے کہ وہ جدید خریدار پیدا کرکے اپنے فرض سے سبکدوش ہو۔

صوفیوں نے ترقیات کی دو راہیں لکھی ہیں ایک **سلوک** دوسرا **جذب**+ سلوک وہ ہے جو لوگ آپ عقلمندی سے سوچکر اللہ اور رسول کی راہ اختیار کرتے ہیں جیسے فرمایا ہے کہ **قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی** یعنی اگر خدا کے محبوب بنا چاہتے ہو تو **محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** کی پیروی اختیار کرو یہاں جو خدا تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کا حکم دیا تو متبع کا فرض ہے کہ متبوع صلی اللہ علیہ وسلم کی لائف پر ایک نظر کرے اور پھر اس کی پیروی کرے۔ اللہ تعالےٰ سہل انگار اور سہنت گذار کو کبھی پسند نہیں کرتا اور نہ یہ سلوک کی منزل طے کرنے والے کی صفت ہوسکتی ہے بلکہ وہ اتباع میں ہر پیش آنے والی منزل میں سے گذرتا ہے جہاں سے اسکا متبوع

گذرا ہے۔ ان سب منزلوں کے طے کرچکنے کے بعد وہ سالک ٹھیرتا ہے

لیکن جب سالک کا دل مصائب اور شدائد کو اسقدر برداشت کرتا ہے کہ وہ صیقل ہوکر آئینہ صفت بنجاتا ہے پھر وہ جاذبہ ازلی سے خدا کی طرف کھچتا ہے۔ کیونکہ جیسے بوریا شیشہ اگرچہ اپنے اندر چمک کا مادہ رکھتا ہے لیکن صیقل کے بعد ہی مجلا ہوتا ہے اسی طرح پر انسانی روح کو جب مصائب کا سامنا ہوتا ہے تو وہ ان سے فرسودہ اور تجربہ کار ہوکر چمک اٹھتی ہے۔

پس سالک کی روح میں جب **اخلاق النبی** منعکس ہوتے ہیں اس وقت اسمیں جذب کی حالت پیدا ہوتی ہے۔ سالک اور مجذوب میں فرق اتنا ہوتا ہے کہ سالک دوالا خود صیقل کرتا ہے اپنے کام سے مصائب اٹھاتا ہے لیکن جذب والے کا مصقل خدا ہوتا ہے اور مصائب میں ڈالا جاتا ہے مگر مآل دونوں کا ایک ہی ہوتا ہے چونکہ مومن کو صفائی اور تزکیہ کی ضرورت ہے اس لیے مصائب اور اور مشکلات کو وہ گھبرا دینے والی آفتیں نہ سمجھے بلکہ یہ خیال کرے کہ

ان مع العسر یسرا

آنے والی آسائشوں اور اطمینانوں کا خیر مقدم کرے۔

عیسائی کہتے ہیں کہ دنیا میں کوئی آدمی شریعت کی تابعداری اور خدا کے حکموں کی بجا آوری نہیں کرسکتا مگر نادان اتنا نہیں سمجھتے کہ پھر خدا کو شریعت بھیجنے کی ضرورت ہی کیا پڑی تھی ان کے خیال و اعتقاد کے موافق اللہ تعالیٰ نے نعوذ باللہ پہلے نبیوں پر شریعت نازل کرکے ایک عبث اور بیہودہ کام کیا۔ عیسائیوں کو ایسا لغو اور بیہودہ عقیدہ تراشنے کی ضرورت محض کفارہ کے لیے پیش آئی ہے مگر افسوس اور تعجب کا مقام ہے کہ انہوں نے اپنے ایک اختراعی مسئلہ کی بنیاد قائم کرنے کے لیے اسبات کی بھی پروا نہیں کی کہ خدا کی ذات پر کس قسم کا حرف آتا ہے

اگر دلوں پر اثر اندازی اور فتح چاہتے ہو تو پہلے خود دل پیدا کرو۔ اور عملی قوت حاصل کرو۔ کیونکہ عمل کے بغیر قولی طاقت اور انسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہونچا سکتی اس لیے خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کی تعریف میں اولی الایدی و الابصار فرمایا ہے کہیں اولی الالسنہ نہیں کہا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو وہی لوگ پسند ہیں جو بصر اور بصیرۃ سے خدا کے کام اور کلام کو دیکھتے اور پھر اس پر عمل کرتے ہیں اور یہ ساری باتیں بجز تزکیہ نفس اور تطہیر باطن کے حاصل نہیں ہوسکتے ہیں۔

توریت اور قرآن میں صریح امتیاز ہی

توریت اپنے دعاوی کو دلائل سے موکد نہیں کرتی مگر قرآن شریف کوئی ایسا دعوی نہیں کرتا جس کی دلیل نہ دیتا ہو۔ پھر توریت صرف بنی اسرائیل ہی کو مخاطب کرتی ہے حالانکہ قرآن انی رسول اللہ الیکم جمیعا بتاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ توریت نے دلائل سے کام نہیں لیا کیونکہ اس کے زیر نظر کوئی فرقہ دہریہ فلسفی اور براہمہ کا نہ تھا قرآن نے چونکہ کل ملل اور فرق کو زیر نظر رکھ لیا تھا اس لیے دلائل سے کام لینا پڑا۔

بعض لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ منشی **الٰہی بخش** اینڈ کو کی کتاب **عصاء موسیٰ** کا جواب اب تک کیوں نہیں دیا گیا تعجب کی بات ہے کہ اس کتاب کا جواب ایسا ہو چکا ہے جس کا جواب منشی الٰہی بخش اور ان کے رفیق قیامت تک نہ دے سکیں گے جو لوگ ابھی تک اس سے ناواقف ہیں وہ پھر ان سے مطالبہ کریں۔ اس جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ منشی الٰہی بخش صاحب اور رفیق نے عصاء موسیٰ میں ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے۔

اول۔ اپنے الہامات۔ دوم۔ حضرت اقدس کی ذات پر کچھ نکتہ چینیاں الہامات کے متعلق تو خود منشی صاحب اپنی کتاب میں کہتے ہیں کہ وہ سب ظنیات کا مجموعہ ہے ایک بھی الہام ایسا نہیں جس پر یقین کا ایک حرف بھی زبان پر لاسکیں اس لیے وہ الہامات تو یوں جاتے رہے

باقی رہی ذاتی نکتہ چینیاں اس کے متعلق ہم اتنا پوچھتے ہیں۔ کہ وہ کوئی ایسا اعتراض اور نکتہ چینی پیش کریں جو اس سے پہلے کسی اولوالعزم نبی پر نہ کی گئی ہو۔ اور اگر وہ ثابت نہ کرسکیں اور نہ کرسکیں گے لوکان **بعضهم لبعض ظهیرا** تو دانشمند خود سمجھ سکتے ہیں کہ پھر عصاء موسیٰ میں باقی رہ کیا گیا ہے ؟

خدا تعالیٰ کی طرف سے جب کوئی مامور اور مصلح دنیا میں آتا ہے تو اسکو ساتھ ہی دلوں کو حرکت دینے والے ملائکہ بھی زمین پر نازل ہوتے ہیں اور ان کے نزول سے ایک حرکت اور تموج دلوں میں نیکی اور راہ حق کی طرف پیدا ہو جاتا ہے اور یہ خیال کبھی صحیح نہیں ہوتا کہ ایسا تموج اور حرکت بدون ظہور مصلح کے بھی خود بخود پیدا ہو جاتی ہے۔ اسوقت تم دیکھلو کہ کیا لوگوں کے دلوں میں نیکی اور سعادت کی راہوں کے معلوم کرنے کی طرف تحریک نہیں ہدیہ؟ اگر نہیں تو اسقدر شور کیوں بپا ہے قوم اخلاقی۔ علمی اور عملی حالت میں بہت کمزور ہورہی ہے قوم کو نقص تشخیص کرنا ہی اس امر کی دلیل ہے کہ روحوں میں ایک اضطراب اور

دارالامان

(۱) حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بحمد اللہ بخیریت ہیں اور خطبہ الہامیہ کا حاشیہ لکھ رہے ہیں۔ جس میں عجیب و غریب نادر اور اچھوتے مضامین ہیں

(۲) اس ہفتہ میں چودہری محمد حسین صاحب گرداور قانون گو چونڈہ سے اور سید شاہ امیر صاحب سیالکوٹ سے بابو روشن الدین صاحب سٹنٹ اسٹیشن ماسٹر اٹک سے اور کئی احباب مختلف مقامات سے تشریف لائے اور بعض کچھ دن رہ کر واپس گئے۔

(۳) ۳۰ ستمبر ۱۹۰۱ء کی رات کو حضرت ام المومنین علیہا السلام نے ۱۱ بجے کے قریب ایک رویا دیکھی اور آپ نے حضرت اقدس کو اسی وقت اس رویا سے اطلاع دی اور وہ یوں ہے۔

عیسیٰ کا مسئلہ حل ہو گیا

خدا کہتا ہے

میں جب عیسیٰ کو اتارتا ہوں تو پوڑی کھینچ لیتا ہوں

اس کے معنے حضرت ام المومنین کے دل میں یہ ڈالے گئے کہ

عیسیٰ کی حیات و ممات میں انسان کا دخل نہیں

یہ تو رویا کا مضمون ہے حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہم نے توجہ کی تو یہ القا ہوا کہ حقیقت میں مزار رسالہ موت کے بعد جواب اچھا ہوا ہے اس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہیں ہے جیسے خدا نے مسیح کو بن باپ پیدا کیا تھا یہاں مسیح موعود کو بلا واسطہ کسی استاد یا مرشد روحانی زندگی عطا فرمائی۔ استاد بھی حقیقت میں باپ ہی ہوتا ہے بلکہ حقیقی باپ استاد ہی ہوتا ہے۔ افلاطون کہتا ہے کہ باپ تو روح کو زمین پر لاتا ہے اور استاد زمین سے آسمان پر پہنچاتا ہے غرض تو جیسے مسیح بن باپ پیدا ہوا اور اس کی اس حیات میں کسی انسان کا دخل نہ تھا ویسے ہی یہاں بدون کسی استاد یا مرشد کے خدا تعالےٰ نے محض اپنے فضل اور فیض سے روحانی زندگی عطا کی۔

پھر ہم نے موت کے متعلق جب توجہ کی تو ذرا سی غنودگی کے بعد الہام ہوا

فریمن مسلّط نہیں کیے جائیں گے کہ اسکو ہلاک کریں

فریمن کے متعلق میرے دل میں گذرا کہ جن کے ارادے مخفی ہوں۔

پوڑی کے متعلق یہ تفہیم ہوئی کہ ارواح کا نزول آسمان سے ہی ہوتا ہے اور صعود بھی آسمان ہی پر ہوتا ہے

غرض یہ کیسی لطیف بات ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس میں عظیم الشان بشارت اور پیشگوئی رکھدی ہے لوگ ہمارے قتل کے ارادے کرینگے مگر خدا تعالےٰ ان کو ہم پر مسلط نہیں کرے گا

(۴) انگریزی رسالہ کا پراسپکٹس اب بہت جلد شائع ہونے کی توقع کیجاتی ہے

(۵) جس قاعدہ کا اشتہار گذشتہ نمبروں میں دیا گیا تھا افسوس ہے کہ اس کے پورا چھپ جانیکے بعد مصنف کو اسکی ترتیب میں بعض اور ضروری امور داخل کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی اس لیے اس کی اشاعت بند کرا دی گئی اور اب دوبارہ ترمیم اور مناسب ترتیب کے بعد طبع ہو کر شائع ہوگا

(۶) اس ہفتہ کی

بیعت

چودھری امیر بخش صاحب۔ چونڈہ سیالکوٹ
ہمشیرہ کلاں مرزا خدا بخش صاحب۔ جھنگ
میاں فتح محمد صاحب موالمیہ "
عبدالرحمن صاحب طالب علم "
عبدالرزاق صاحب "
اہلیہ اول مرزا خدا بخش صاحب "
میاں رانجھا صاحب۔ امرتسر
عبدالقادر صاحب۔ فتح گڈہ۔ ضلع گورداسپور حال امرتسر
غلام محمد صاحب۔ کپور تھلہ
وزیر خاں صاحب "
رحیم بخش صاحب۔ چونڈہ۔ سیالکوٹ
قاسم علی صاحب۔ گجرات
غلام احمد صاحب۔ طالب علم

علمائے کشمیر کی نادانی

معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ علمائے کشمیر کے سامنے ایک مولوی نے استفتا پیش کیا ہے کہ یوز آسف نبی کی قبر عیسیٰ نبی کی قبر ہے یا نہیں اس نادان کو اتنی ہی خبر نہیں ہے کہ استفتا کچھ بھی حقیقت اور اثر نہیں رکھیگا کیونکہ وہ وقت قریب ہی جبکہ قبر خود بول اٹھے گی بلکہ بول اٹھی ہے کہ یہ عیسیٰ نبی کی قبر ہے تاریخی واقعات اسکی تصدیق کر رہے ہیں اور کئی سو آدمیوں کی دستخطی تحریریں ہمارے پاس موجود ہیں جنہوں نے اس قبر کے متعلق یہ بھی کہا ہے کہ بعض اسکو عیسیٰ صاحب کی قبر کہتے ہیں۔

علاقہ شوپیاں ملک کشمیر میں حسین شاہ نامی مولوی جو حضرت اقدس کا سخت دشمن تھا مولوی عبداللہ صاحب کے مقابلہ میں سخت شرمندہ ہوا۔ اور بر سر میدان مباحثہ سے بھاگ نکلا یہ خدا کی تائید کا زندہ نشان ہے جو کشمیر میں ظاہر ہوا مولوی عبداللہ صاحب کی سعی اور کوشش سے

ضروری اطلاع

(موبینٹ اور دوسرے لوگوں کیلئے)

ہمارے پریس میں تائید الٰہی کے نام سے ایک پنجابی رسالہ طبع ہونے لگا تھا اور قریبًا طبع ہوگیا تھا - مگر اس خیال سے کہ وہ مفید عام نہ تھا اور اس کا مضمون بہت کچھ ترمیم اور اصلاح کا محتاج تھا اس لیے ہمنے اسکو بالکل تلف کر دیا - کیونکہ غلط اور اصلاح طلب مضامین کی اشاعت بیفائدہ ہے - لہٰذا ہم اطلاع دیتے ہیں کہ اگر کوئی صاحب اس نام کا کوئی رسالہ مطبع انوار احمدیہ قادیان کا چھپا ہوا شائع کریں تو وہ مسروقہ سمجھا جاوے گا - مطبع اس کی اشاعت کا ذمہ وار نہیں کیونکہ ہم نے اُسے ہرگز شائع نہیں کیا ہے

پیسہ اخبار اور مہر نبی بخش بٹالوی

پیسہ اخبار لاہور نے جو حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہ کی ہر بات پر معاندانہ ریمارک کرنے کا عادی ہے باوصفیکہ ہم دعوی سے کہہ سکتے ہیں کہ اس نے حضرت اقدس کی کتابوں کو بھی نہیں پڑھا - اور **لا تقف ما لیس لک بہ علم** کے قرآنی ارشاد کی کچھ بھی پرواہ نہ کرکے رائے زنی کر دیا کرتا ہے مہر نبی بخش بٹالوی کے ارتداد پر اپنے ایڈیٹوریل کالم میں ایک نوٹ لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

۱- مہر صاحب گذشتہ پندرہ سال سے مرزا صاحب کے راسخ الاعتقاد مرید تھے بلکہ اپنا گھر بار چھوڑ کر قادیان میں دو سال تک رہے

۲- اب انہوں نے مرزا صاحب کے عقائد فاسدہ سے توبہ کی ہے اور انکی اعتراضات لاجواب ہیں وغیرہ وغیرہ -

کسی راسخ الاعتقاد مرید (بشرطیکہ وہ ہو بھی راسخ الاعتقاد کا ارتداد ناممکن ہے کوئی شیطانی رگ باقی ہوتی ہے جو اندر ہی اندر اپنا اثر کرتی رہتی ہے) کا ارتداد اور حضرت اقدس کے دعاوی کی تکذیب کا موجب نہیں ہوسکتا جب کہ اسلام میں اب تک مرتد ہونے والے موجود ہیں - اور آئے دن عیسائی اخباروں میں ایسے مرتدین کی فہرستیں دیکھی جاتی ہیں بلکہ یہ سنن الانبیاء میں سے ہے - اور حضرت اقدس کی بعض پیشگوئیوں کی تصدیق - یہ کہنا کہ منشی صاحب ثواب کے لیے گھر بار چھوڑ کر قادیان آگئے تھے بالکل غلط ہے - منشی صاحب دراصل حضرت اقدس کے باغ کے ٹھیکہ دار کی حیثیت سے قادیان میں رہا کرتے تھے اور اسی لیے اگر وہ جھوٹ بولنا گوارا نہیں کرتے تو خود بتا سکتے ہیں کہ قادیان میں رہ کر کتنی مرتبہ وہ حضرت اقدس کے ساتھ نمازوں میں شریک ہوئے اور کتنی مرتبہ حضرت اقدس کے ساتھ سیر کو تشریف لے گئے وغیرہ وغیرہ حضرت اقدس کی صحبت میں رہنے کا انہوں نے کوئی التزام نہیں کیا اگر وہ قادیان میں کبھی رہے بھی تو باغ ہی میں طوطا کہانی پڑھتے اور درختوں کے کاٹنے میں اور لگانے کے انتظام میں رہے پس وہ قادیان میں کام کاج چھوڑ کر نہ گئے تھے بلکہ کام کاج کرنے گئے تھے -

رہا یہ امر کہ اب انہوں نے حضرت اقدس کے معاذ اللہ عقائد فاسدہ سے توبہ کی - ناظرین کے لیے یہ امر غالبًا دلچسپی کا موجب ہوگا (اور ہم مشکور ہوں اگر **ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار** بھی اسکا جواب دے) کہ مہر نبی بخش صاحب نے حضرت اقدس کے کن عقائد سے توبہ کی اور اس کے بجائے کیا حاصل کیا اگر پیسہ اخبار کے ایڈیٹر نے اس کے رسائل کو پڑھا ہے اور ان امور پر اسنے اپنے اخبار میں جیسا کہ ظاہر ہے روشنی نہیں ڈالی تو وہ ہمیں معاف کریں گے اگر ہم یہ کہیں کہ انہوں نے جان بوجھکر امر حق کو چھپایا ہے - بہرحال مہر نبی بخش نے مرزا صاحب کے عقائد کو چھوڑ کر اب کیا عقیدہ اختیار کیا وہ ہم ذیل میں لکھتے ہیں اور پیسہ اخبار سے پوچھتے ہیں کہ وہ اس کے متعلق کیا رائے رکھتا ہے اور نبی بخش کے عقیدہ سے کہاں تک متفق ہے

حضرت اقدس امام علیہ السلام کا عقیدہ ہے کہ احادیث جہانتک وہ قرآن کریم سے خلاف نہوں واجب العمل ہیں

مہر نبی بخش مطلق نہیں مانتا -

حضرت اقدس مسیح موعود کے آنے کے قائل اور مدعی ہیں

مہر نبی بخش کہتا ہے کہ کوئی مسیح یا مہدی آنے والا نہیں ہے -

حضرت اقدس مسیح ابن مریم علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں -

ایسا ہی مہر نبی بخش بھی مسیح ابن مریم علیہ السلام کی وفات کو مانتا ہے -

اب ہم دانشمند ایڈیٹر پیسہ اخبار سے پوچھتے ہیں کہ وہ مہر صاحب کے عقائد کے ساتھ کہاں تک متفق ہے - ہم اس پر مفصل انشاء اللہ تعالیٰ کسی اگلی اشاعت میں لکھیں گے - سردست اسی قدر کافی ہے -

عسل مصفی

مولفہ جناب میرزا خدابخش صاحب حضرت اقدس مسیح موعود کے دعاوی کی تصدیق میں اور معترضوں کے اعتراضوں کے دندان شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۸۴۴ صفحہ کی کتاب قادیان میں قاضی ضیاء الدین صاحب اور مالیرکوٹلہ میں حکیم محمد زمان صاحب سے قیمت کو علاوہ محصولڈاک ملتی ہے -

ولی اور عارف مسلمان عورتیں

حضرت آسیہ خانم

یہ عابدہ اور زاہدہ خاتون طائفہ بخاری یا منی کی محترم عورتوں میں سے ہیں۔ انکے والد بزرگوار کا نام محمد خان عز الدینلو تھا خاقان فتح علی شاہ ایران انہیں کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے تھے۔ وہ صدقات اور خیرات میں بہت مشہور تھیں اور انہوں نے اپنی ساری عمر عبادت الٰہی اور اعمال حسنہ ہی میں گذاری تھی۔ غرہ ذی حجہ ۱۲۱۳ھ میں وہ زیارت خانہ کعبہ سے مشرف ہوئیں اور اسی سال بعد سفر خراسان بعض ستے طہران میں وفات پائی۔ انکی نعش نجف اشرف میں دفن ہوئی۔

حضرت آمنہ رملیہ

یہ عارف اور ولی اللہ خاتون تقریباً ۲۲۰ھ ہجری میں موجود تھیں لوگ انکو صاحب مقامات اور کرامات جانتے تھے۔ کبھی کبھی وہ بشر بن حارث کی زیارت کو جایا کرتی تھیں جو اُس زمانہ کے مشہور اولیا میں سے تھے۔ ایک تذکرہ میں لکھا ہے کہ جب احمد بن حنبل بشر بن حارث کی عیادت کو تشریف لائے تو وہاں انہوں نے آمنہ سے ملاقات کی اور اُن سے دعاء خیر کی آرزو کی۔

حضرت اَمَۃُ الجلیل

طبقات شعرانی میں مذکور ہے کہ امۃ الجلیل عرب کی صالح اور پارسا عورتوں میں سے تھیں اور مقام ولایت پر پہونچ گئی تھیں ایکمرتبہ جب انکے زمانہ کے ارباب سلوک اور صلحا میں ولایت کے معنی اور تعریف کی نسبت اختلاف ہوا اور ہر شخص نے اس مسئلہ میں اپنی ایک جداگانہ رائے ظاہر کی تو آخر الامر یہ قرار دیا کہ امۃ الجلیل سے اسکے معنے پوچھے جائیں۔ اس سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ولی وہ ہے جو ہر وقت یاد خدا میں مشغول رہے اور دنیا اس کے مزخرفات سے کوئی تعلق نہ رکھے اور بغیر خدا کے ایکدم بھی کسی شئے کی طرف متوجہ نہ ہو۔ ولی کے معنے سمجھانے کے بعد امۃ الجلیل نے جماعت میں ارباب سلوک کی جانب مخاطب ہو کر کہا جب کوئی تم سے کہے کہ فلاں شخص ولی ہے اور وہ یاد حق کے سوا اور کسی کام میں مشغول ہے تو اس کی ولایت کو باور نہیں کرنا چاہیے اور اُسکو جھوٹا جاننا چاہیے۔

حضرت ام حسّان

یہ عارف اور ولی اللہ بیوی کوفہ کی رہنے والیں اور صلاح و زہد مقامات اور درجات ایقان میں مشہور و معروف تھیں۔ کتاب نفحات الانس میں لکھا ہے کہ وہ مقام ولایت تک پہونچ گئی تھیں۔ سفیان ثوری ولی اللہ انہیں کے زمانہ میں تھے جو اکثر انکی زیارت کے لیے ان کے مکان پر جایا کرتے تھے ایک روز جب سفیان ثوری ام حسان کی اثاث البیت میں داخل ہوئے تو وہاں انہوں نے ایک پورانے بوریہ کے سوا کوئی چیز نہ پائی۔ اُسوقت انہوں نے اس مقدس بیوی سے کہا تم اپنے چچا کے بیٹے کو کسی چیز کے لیے کیوں نہیں لکھتیں وہ تمہاری رعایت کریگا اسکے جواب میں ام حسان نے کہا تمہاری قدر اس کلمہ نے میری نظر و میں کم کر دی جب میں عالم کے مالک حقیقی سے طلب دنیا نہیں کرتی تو کسی مخلوق ضعیف سے کیونکر کر سکتی ہوں میں نہیں چاہتی کہ ایک آن بھی خدا سے غافل ہوں۔

حضرت ام علی

اس عارف باللہ عورت کا حال جس کی ولایت کو سب نے تسلیم کیا ہے کتاب نفحات الانس میں شرح اور بسط کے ساتھ درج ہے وہ احمد خضرویہ بلخی کی بیوی تھیں۔ شیخ ابو حفص کہتے ہیں کہ جب تک میں نے ام علی زوجہ احمد خضرویہ کو نہ دیکھا تھا اُسوقت تک میں عورتوں کی جنس ہی کو حقیر سمجھتا تھا اور اُن سے باتیں کرنا مکروہ جانتا تھا مگر جب اس پارسا عورت سے ملاقات ہوئی تو مجھے معلوم ہوا کہ خداوند تعالے اپنی نعمت معرفت جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے

حضرت ام ہرون

طبقات شعرانی میں لکھا ہے کہ یہ مقدس بیوی اولیاء اللہ خائفین اور صابرین میں سے تھیں۔ وہ فقط روکھی روٹی ہی پر قناعت کرتی تھیں اور دنیا کے کسی ساز و سامان سے غرض نہ رکھتی تھیں۔ انہوں نے اپنے سر میں بیس برس تک کنگھی نہیں کی تھی اسپر بھی ان کے بال اور عورتوں کے بالوں سے خوشنما معلوم ہوتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ جنگل میں انہیں ایک بھوکا شیر ملا۔ انہوں نے کہا کہ آ اور میرے گوشت میں سے اپنی روزی لے یعنی مجھے کھا۔ یہ سنکر شیر نے اپنا منہ ان کی طرف سے پھیر لیا اور وہ دوسری سمت چلا گیا۔

حضرت بریرہ

یہ مقدس بیوی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں جنکا نکاح قبل از آزادی مغیث نامی ایک غلام سے ہوا تھا۔ جب وہ آزاد ہوئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اب تم خود مختار ہو چاہو غلام کے نکاح میں رہو یا اس سے خارج ہو جاؤ۔ کہتے ہیں کہ حضرت بریرہ صاحب کرامات تھیں ان کی کرامت اس واقعہ سے ثابت ہے جسکو خود عبد الملک مروان نے حسب ذیل بیان کیا ہے۔
جب میں خلیفہ نہ ہوا تھا تو اُسوقت

میں مدینہ میں بریرہ کے پاس اکثر آیا جایا کرتا تھا وہ مجھ سے کہا کرتی تھیں کہ اے عبد الملک میں تجھ میں عمدہ خصلتیں دیکھتی ہوں۔ اگر تو خلیفہ ہو اور زمام امور خلائق اپنے ہاتھ میں لے تو اچھا ہے۔ جب تو اس مرتبہ پر پہونچے تو چاہیے کہ تو انسان کا خون نہ بہائے اور خونریزی سے پرہیز کرے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ جس شخص نے ایک سنگی بھر بھی خون ناحق بہایا وہ جنت میں داخل نہ ہو گا عبد الملک بن مروان نے حضرت بریرہ کی نصیحت کے خلاف تخت حکومت پر بیٹھتے ہی خونریزی شروع کی اور حجاج وغیرہ بندگان خدا پر ظلم کیا۔ اسوقت حضرت بریرہ نے وہی اپنی ہدایت یاد دلاکر اسکو ظلم اور خونریزی سے منع کیا۔

حضرت بلقیس

یہ ولی اللہ بیوی محمد بن بدر الدین بن سراج الدین بلقینی کی دختر نیک اختر تھیں۔ ان کے پردادا سراج الدین ابن حجر عسقلانی کے استاد تھے۔ گو ان کے تمام خاندان کے تمام لوگ اہل علم وفضل تھے۔ مگر ان سب کی شہرت اور افتخار کا باعث یہی لائق عورت تھیں۔ وہ علم و دانش۔ زہد و صلاح میں مشہور اور معروف تھیں۔ اس دار ناپائدار میں ساٹھ سال سے زیادہ رہ کر ماہ ذی قعدہ ۸۴۱ھ کو راہی جہان جاودانی ہوئیں۔ اپنی عمر کے آخری دس سال انہوں نے راہ سلوک و ایقان اور طریق عرفان کے مقامات طے کرنے میں صرف کیے تھے۔ جیسا کہ ابن حجر نے کہا ہے یہ مقدس بیوی مشائخ طریقت میں شمار کی جاتی ہیں۔

حضرت تحفہ عربیہ

نفحات الانس میں مذکور ہے کہ یہ عارفہ اللہ عورت جنکو مقام ولایت حاصل تھا ایک آدمی کی لونڈی تھیں اور وہ عود بجاتی تھیں اور گاتی تھیں۔ وہ اس قدر عشق حقیقی میں بیخود تھیں کہ انہیں اپنے کھانے پینے کا بھی ہوش نہ تھا دن رات وہ آہ وزاری اور نالہ اور بیقراری میں مشغول رہتی تھیں۔ جب اہل خانہ ان کے اس شور وفغاں سے تنگ ہوئے تو انہوں نے انکو پاگل خانہ میں بھجوادیا۔ یہ حال دیکھکر ایک شخص سقطی نامی نے انہیں ان کے مالک سے کچھ روپیہ دے دلاکر خرید لیا اور مجنون خانہ سے رہائی دی تحفہ عربیہ عاشقانہ اشعار بہت کہتی تھیں

حضرت حکیمہ دمشقیہ

یہ ولی اور عارفہ بی بی ملک شام کی بزرگ عورتوں میں سے تھیں۔ حضرت رابعہ شامیہ انہیں کی شاگرد رشید تھیں۔ کتاب نفحات الانس میں رابعہ سے منقول ہیں کہ ایک دن وہ حکیمہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں جو تلاوت قرآن مجید میں مصروف تھیں۔ حکیمہ نے رابعہ سے مخاطب ہو کر کہا سنتی ہوں تمہارا خاوند احمد بن الحواری کسی دوسری عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ رابعہ نے جواب دیا کہ ہاں حکیمہ نے کہا کہ کوئی عاقل آدمی تو یہ قبول نہ کرے گا کہ اپنا دل خدا سے پھیر کے دو عورتوں میں لگائے۔ پھر انہوں نے قلب سلیم کی شرح کی جس کا ذکر قرآن شریف میں آیا ہے۔

حضرت خدیجہ

یہ مقدس اور پارسا بیوی عبد الوہاب بن ہبۃ اللہ صوفی کی صاحبزادی تھیں۔ وہ حقیقت اور معرفت میں صاحب مقام ہوئی ہیں شیخ محی الدین نے مسامرات میں انسے بہت روایتیں نقل کی ہیں۔

حضرت رابعہ عدویہ بالبصرہ

یہ ام خیر بیوی جو پہلی صدی ہجری کی مشہور ومعروف عورتوں میں تھیں اسمٰعیل عدویہ کی دختر نیک اختر ہیں وہ شہر بصرہ میں رہتی تھیں۔ حقائق وعرفان اور کشف وشہود میں ان کا مقام بہت بلند تھا۔ امام ابو القاسم القشیری اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں کہ اکثر رابعہ اپنی مناجات میں یہ کہا کرتی تھیں کہ اے خدا جو دل تجھکو دوست رکھتا ہے کیا تو اسکو آگ میں جلائیگا ایکمرتبہ ہاتف نے اس کا جواب دیا کہ بدظنی نہ کر۔ پروردگار رحیم یہ کام نہیں کرتا ہے چونکہ یہ عورت صفائی قلب اور کمالات نفسانی میں اکثر مردوں سے بڑھی ہوئی تھیں اس سے ان کا لقب تاج الرجال (مردوں کی سرتاج) ہے وہ زہد اور تقوی میں ضرب المثل ہیں۔ جس عورت کی پرہیزگاری اور تقدس کی تعریف کرنا چاہتے ہیں تو اسکو اپنے زمانہ کی رابعہ بصری کہتے ہیں ان کے مشہور ومعروف ہمعصروں میں سے ایک حسن بصری تھے جنہوں نے ان کے شوہر کی وفات کے بعد ان سے عقد کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔ اس درخواست پر رابعہ نے بطور امتحان ان سے حقائق ومعارف کے چند مسائل دریافت کیے بعد ازاں انہیں اپنے نکاح میں قبول کرنے سے انکار کیا۔

سفیان ثوری رح بھی انہیں کے زمانہ میں تھے۔ وہ ان کی بزرگی اور حالات کو خوب جانتے تھے اور اکثر ان کی زیارت کے لیے تشریف لیجاتے تھے۔ حقیقت اور معرفت کی جو مشکلیں سفیان ثوری کو درپیش ہوتی تھیں وہ رابعہ ہی سے پوچھتے تھے جنکو وہ بآسانی حل کر دیتی تھیں۔ ایک روز سفیان نے رابعہ سے پوچھا کہ خدا کے ساتھ جو تمہارا ایمان اور عقیدہ ہے اسکو تم مجھ سے بیان کرو۔ رابعہ نے جواب دیا میں خدا کو بہشت کے شوق اور دوزخ کے خوف سے

عمرالدین

نہیں پوجتی بلکہ کمال عشق اور شرائط عبودیت کی وجہ سے اسکی عبادت کرتی ہوں۔

تمام ارباب سلوک رابعہ کو اہل کرامات سے جانتے ہیں اور ان سے روایتیں نقل کرتے ہیں۔ علاوہ کشف وکرامات کے ان کو علم عروض میں بھی کمال تھا اور وہ حقانی اشعار فرماتی تھیں ۱۳۵ھ اور بقول بعض ۱۸۵ھ میں ان کی وفات ہوئی اور انکا مزار شریف اب تک اہل سلوک وعرفان کا زیارت گاہ ہے۔

رابعہ شامیہ

نفحات الانس میں لکھا ہے کہ یہ پاک اور پارسا بیوی بھی طریق عرفان کے اعلیٰ مدارج پر پہونچی ہوئی تھیں اور ان سے کشف وکرامات بھی ظاہر ہوتے تھے احیاء العلوم اور دوسری کتابوں میں درج ہے کہ رابعہ کو احمد بن ابی الحواری سے نکاح کرنے کی خواہش پیدا ہوئی جو ان کے زمانہ کے اکابر میں سے تھے اور اس میلان کو انہوں نے احمد پر ظاہر کیا۔ اس کے جواب میں احمد نے کہا میرے اشتغال اہل وعیال کرنے سے مانع ہیں۔ اس کا جواب رابعہ نے یہ دیا کہ خدا کی قسم میں تم سے زیادہ اپنے اشغال میں مشغول ہوں اور اس عقد سے پیروی نفس مجھے مقصود نہیں بلکہ اس سے غایت یہ ہے کہ پہلے خاوند کا جو مال مجھے ملا ہے اسکو تم لو اور صالحین اور فقرا کو بانٹ دو۔ اور میں تمہاری وجہ سے اولیاء اللہ اور دوستان خدا سے ملاقات پیدا کروں۔ جب ابن ابی الحواری نے یہ کلام سنا تو انہوں نے اپنے شیخ ابو سلیمان الدارانی سے اسبات کی اجازت لی اور رابعہ کے ساتھ نکاح کیا۔ رابعہ نے اپنے شوہر کے لیے تین عورتیں مہیا کی تھیں۔ خود احمد سے روایت ہے کہ رابعہ میرے لیے طرح طرح

کے کھانے پکاتی ہیں۔ میرے کپڑوں میں عمدہ عمدہ عطر لگاتی ہیں اور مجھسے کہتی ہیں کہ ان عورتوں کے پاس جاؤ۔

روضۃ الاخبار میں لکھا ہے کہ ایک اور عورت رابعہ قتیبہ بھی مشہور عابدہ و زاہدہ گذری ہیں۔

حضرت رابعہ جیلانیہ

یہ مشہور ومعروف عارف باللہ بیوی عہد سلطنت محمد شاہ قاچار میں موجود تھیں ان کا اصلی نام حاجیہ ام سلمہ خانم ہے ان کے والد ماجد حاجی میرزا محمد رشتی وزیر گیلان اور ان کے شوہر حاجی میر اسمٰعیل رشتی تھے جو اس ملک کے مشاہیر اعیان میں سے تھے۔ جب مرشد کامل وسالک واصل حاجی محمد جعفر کبودر اہنگی گیلان میں پہونچے تو انہوں نے وعظ وپند کی مجلسیں گرم کیں ایک مجلس میں رابعہ بھی موجود تھیں ان پر جعفر کے وعظ کا اتنا اثر ہوا کہ پھر تابزیست وہ تصفیہ قلب اور تہذیب اخلاق ہی میں مشغول رہیں۔ عارف ربانی حکیم صمدانی حاجی مولانا رضا ہمدانی سے جو ان کے زمانہ کے ایک مشہور بزرگ تھے انہوں نے استفادہ حاصل کیا تھا اور انہیں کی صحبت میں وہ رہتی تھیں۔ جب بادشاہ مرحوم کو رابعہ کے کشف وکرامات کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے ان کو رابعہ ثانیہ کا خطاب عطا فرمایا اور ہزار تومان اخراجات کے لیے مقرر کیے اور انہیں کرمان جانے کی اجازت دی۔ ان کے آثار اور باقیات صالحات سے اب تک کرمان میں ایک عمارت ہے جس میں بڑے بڑے مشاہیر مشائخ اور اولیا کرام کی قبریں ہیں۔ سنہ ۱۲۸۰ھ میں مقام قم ان کی وفات شریف واقع ہوئی اور وہیں مدفون ہوئیں۔

کتمان شہادۃ

یہ خلاصہ ہے ایک خطبہ کا جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی مدظلہ العالی نے ایک جمعہ میں پڑھا اور خاکسار ایڈیٹر الحکم نے ناظرین الحکم کے لیے نوٹ کرکے اپنے طور پر لکھا

(ایڈیٹر)

قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ الخ

گواہی کومت چھپاؤ (کیونکہ) جو شخص گواہی کو چھپالے اس کا دل بدکار ہو جاتا ہے۔

کتمان شہادت حقہ کا نتیجہ دل کی بدکاری سے شروع ہو کر ہلاکت تک پہونچتا ہے خدا تعالیٰ نے ہر عقلمند انسان پر یعنی جب وہ بالغ ہو کر ہوش سنبھالتا اور امتیاز کی قوت سے حصہ لیتا ہے اور مکلف بنتا ہے دو گواہیاں فرض کی ہیں۔ سب سے پہلی شہادت جو عظیم الشان شہادت ہے یہ ہے کہ

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

یعنی میں بڑی قوت کے ساتھ اسبات کا حق ادا کرتا ہوں کہ **خدا ایک ہے**

یہ وہ شہادت ہے کہ خدا نے اس پر مہر کی اور ملائکہ اور اولوالعلم بھی بول اٹھے

اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

حقیقت میں اگر یہ شہادت پر حکمت اور پاک نتائج اپنے اندر نہ رکھتی تو یہ نرا دعویٰ ہی

ضروری ہوتا مگر اس کے نتائج نے بتا دیا ہے کہ یہ عظیم الشان شہادت ہے جیسے گوشت یا پانی یا ہوا یا روشنی کو جو مفید سمجھتے ہیں وہ اسی لیے مفید کہتے ہیں کہ ان کے نتائج مفید ہیں۔ گوشت یا روٹی کھانے کے بعد ایک قوت آتی ہے پانی اور ہوا زندگی کے لیے ضروری چیزیں ہیں اگر یہ الگ ہوں تو موت کا سامنا ہوتا ہے

اسی طرح پر

خدا تعالیٰ کی ہستی کا اقرار اور پھر اسی واحد یگانہ لاشریک خدا کا ماننا یہ روح کی زندگی کے لیے ایسا ہی ضروری اور مہتم بالشان ہے جیسے پانی اور ہوا یا دوسری اشیاء ضروریہ کی چیزیں انسان کے جسم کے لیے۔

مگر

یقیناً یاد رکھو کہ پانی کے ہوتے ہوئے پیاس کا نہ بجھنا ممکن غذا کے بعد ضعف کا ہو جانا ممکن ہوا اور روشنی کے ہوتے ہوئے مرنا یقینی ہے لیکن

خدا پر ہاں وحید و فرید خدا پر ایمان لانے کے بعد کبھی

ہلاکت نہیں

موت اگر آتی ہے تو ان قوموں پر جنہوں نے صفات الٰہی کا علم نہیں پایا۔ ان کی حالت پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ ان کے اعمال اور اخلاق سے جس قسم کی تباہی کا پتہ لگتا ہے وہ ایک زبردست شہادت اس امر کی ہے کہ انہوں نے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

کی شہادت حقہ کو ادا نہیں کیا۔

یہ فسق و فجور جو ہندوستان اور یورپ اور دوسرے ملکوں میں پھیلا ہے یہ علانیہ بدکاری اور شرابخواری کا دریا جو بہ رہا ہے اسکی جڑ کیا ہے؟ کہ لا الٰہ الا اللہ کی شہادت اٹھ گئی ہے۔

جیسے یہ ضروری امر ہے کہ خنزیر کھانے والوں کے اخلاق پر بہت برا اثر ہوتا ہے اور انہیں غیرت کم ہو جاتی ہے یا مردار کھانے والے چوڑے چمار

علوم حقہ سے نا زنگی بے بہرہ ہوتے ہیں اسی طرح پر شرک کی نجاست پر منہ مارنے والے کبھی بھی اخلاق فاضلہ اور اعمال صالحہ کی برکات سے بہرہ ور نہیں ہو سکتے۔ خدا کی توحید کا اقرار ایک ایسی تاثیر اپنے اندر رکھتا ہے کہ جب وہ حقیقی طور پر انسان کی روح میں پیدا ہوتا ہے تو تمام بری عادتوں اور خصلتوں کو زائل کر دیتا ہے۔ عرب کی حالت پر نظر ڈالکر دیکھو کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود سے پہلے جب لات منات اور بتوں کی پرستش ہوتی تھی اسوقت ان کے جوہر اور صفات کیا تھے لیکن جب ان کا منہ ان بتوں اور پتھروں سے موڑا گیا اور واحد یگانہ خدا کے سامنے ان سے سجدہ کرایا گیا اور لاشریک ہستی پر انہیں ایمان دلایا گیا تو ان کی حالت میں ایک عظیم الشان

انقلاب پیدا ہو گیا

یہ ایک زبردست شہادت ہے میں اسپر اس لیے زور دیتا ہوں کہ قرآن کریم میں اسپر زور دیا گیا ہے کہ اخلاق فاضلہ اور حسن معاملات کی اصل جڑ خدا کی ہستی ہے جس پر ایمان لاتا ہے جب تک لاشریک الوہیت سمجھ میں نہ آئے اسوقت تک ذوق اور لطف سے نیکی نہیں کر سکتا۔ میرا ایمان یہی ہے کہ اگر خدا تعالےٰ کی صفات پر پورا ایمان ہو تو انسان ضرور بدیوں سے بچ جاوے۔ چور چوری کرتا ہے صرف اس لیے کہ وہ خدا تعالیٰ کی صفت رازقیت پر ایمان نہیں رکھتا اگر وہ خدا تعالیٰ کو رزاق مانتا اور اسبات پر ایمان لاتا کہ

فِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ

خدا کا فرمان سچ ہے تو کبھی چوری نہ کرتا جیسے ایک دولتمند کی دعوت کی آواز سنکر یقین کر بیٹھتا ہے اگر اس

آواز کو خدا کی آواز سمجھتا تو یقیناً سیہ کاری سے اسکو نجات اور مخلصی ملجاتی۔

میں نے عمدہ سے عمدہ کھانے کھاکر دیکھے ہیں اور عورت و مرد کے تعلقات کی عجیب کیفیت کو بھی سمجھا ہے خدا تعالیٰ نے میرے قویٰ میں مادہ رکھا ہے کہ وہ ہر ایک فعل سے ایک کیفیت حاصل کرتے ہیں مگر میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اندازہ کیا ہے کہ جو سرور اور لطف اس ایک امر میں میں نے اٹھایا ہے کہ خدا ہے اور وہ ایک ہے اور وہ قرآنی صفات کا خدا ہے اس یقین کا جو لطف آتا ہے وہ کسی کھانے کا یا جماع میں نہیں آتا۔ اس سے یقین ہوتا ہے اور روح چیخ اٹھتی ہے کہ جو کچھ بدکار کرتے ہیں اور فسق و فجور میں مزہ لیتے ہیں وہ خدا کے ماننے کی لذت سے بے بہرہ ہیں کون دانشمند ہوگا جو پلاؤ کے مقابل میں ایک جلی ہوئی جو کی روٹی کو پسند کرے؟ کوئی بھی نہیں اسی طرح پر یہ مزے فسق و فجور کے مزے ہیں انسان کو ہلاک کر دیتے ہیں اور اگر یہ انکو نہیں چھوڑتا تو وہ خود اسکو چھوڑ جاتے ہیں مگر خدا تعالےٰ کی محبت میں وہ قوت اور طاقت ہے کہ بڑھاپے میں بھی جوان رعنا بنا دیتی ہے۔

الغرض

یہ شہادت نہایت ہی قوی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں جس قسم کی زیادتیاں انسانوں کے حقوق میں ہوئی ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ صرف یہی کہ

خدا پر ایمان نہیں

میں نے شروع میں کہا تھا کہ انسان پر دو گواہیاں فرض ہیں ایک یہ کہ پکار اٹھے کہ ایک ہی خدا ہے دوسری گواہی یہ ہے کہ اگر کسی ہمجنس کے حق کیلئے گواہی دینی پڑے تو اسے نہ چھپائے۔ خدا تعالیٰ نے

اپنے لیے بھی اور انسانوں کے واسطے بھی شہادت کا نقطہ رکھا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کارخانہ عالم کے دو ہی ستون ہیں ایک یہ کہ خدا ہے اور وہ ایک ہے دوسرے ہمجنسوں کے حقوق۔ دوسرے الفاظ میں اس کو۔

حقوق اللہ اور حق العباد

کہتے ہیں۔ جیسے شرک الٰہی سے زمین وآسمان پھٹ پڑتے اور پہاڑ چور ہو جاتے ہیں اسی طرح جب حقوق بنی آدم کو ضائع کیا جاتا ہے۔ ظلم۔ طغیان۔ عصیان بڑھتا ہے تو تختہ پلٹ جاتا ہے یہود پر جو تباہی اور مصیبت آئی اس کے بہت سے وجوہ میں سے ایک یہ بھی تھا کہ منکر پر انکار چھوٹ گیا تھا جس سے رفتہ رفتہ ان کے دل سیاہ ہو گئے اور آخر برص کی طرح وہ داغ بڑھا جس نے اُن کو ہلاک کر دیا

الغرض

یہ بڑی ضروری بات ہے کہ انسان شہادت حقہ کو ہرگز نہ چھپائے۔ مگر اس زمانہ پر سخت افسوس ہے کہ لوگوں نے اس کیفیت کو نہیں سمجھا آہ مار کر کہنا پڑتا ہے کہ گویا انہوں نے خدا کو ہی نہیں سمجھا۔ خدا کو ماننا کیا تھا؟ یہی کہ اس کی مخلوق کے حقوق کو تلف ہونے سے بچائے۔ مگر آج ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کسی کو چار پیسے دیے جاویں تو وہ جھوٹی گواہی دینے کے واسطے طیار ہو جاوے گا۔ میں نے سیالکوٹ میں دیکھا ہے کہ ایک مقدمہ میں جس کا وقوعہ سیالکوٹ کا تھا حیدر آباد دکن اور سورت اور آگرہ اور الہ آباد سے گواہ منگوائے گئے جنہوں نے اپنے خیال میں دوستی کا حق ادا کیا اور کچھ کرایہ لے کر چلے گئے افسوس اور سخت افسوس ہے کہ جھوٹے کے لیے ایمان فروشی کی جاتی ہے اور سچی گواہی سے جسکا بدلہ خدا کی ذات ہے انکار کیا جاتا ہے

میرے دوستو!

نبیوں کے حالات پر غور کرو۔ اس پاک ذات کو اور اُس کے ماننے والوں پر درندوں کی طرح حملہ کیا گیا بات کیا تھی یہی کہ اُنہوں نے سچی شہادت دی تھی۔ پس سچی شہادت کو جو چھپاتا ہے وہ اپنے دل کو سیہ کار بناتا ہے۔ یہاں جسم کا معاملہ نہیں کہ جس کی انتہا ہو جائیگی۔ دل اگر بیمار ہے تو اُس کے لیے واویلا ہے کیونکہ اس کی انتہا قبر تک ہی نہیں ہے

اس زمانہ کی سچی شہادت ادا کرنے والے کی بھی ایک نظیر تمہارے پاس موجود ہے۔ ایک شخص تم میں سے ہی اُٹھا اور اُس نے کس زور و شور کی ساتھ اس شہادت حقہ کا اظہار کیا جو اس کے پاس تھی کہ مسیح ابن مریم مر گیا اور آنیوالا مسیح میں ہوں۔ اسپر جو شور قیامت برپا ہوا ہے وہ تم سے مخفی نہیں اگر وہ یہ نہ کہتا تو یقیناً آج اس کی مخالفت کرنے والے بھی اس کے غلام ہوتے مگر اسکو ذرہ بھی پروا نہ ہوئی۔ حق ادا کر دیا۔ میں خود دہلی میں موجود تھا جب ایک مولوی نے دہلی کے علما کی طرف سے وکیل ہو کر کہا کہ مثیل مسیح کا دعویٰ چھوڑ دیں میں علمائے دہلی کی طرف سے دستخط کرائے دیتا ہوں مگر خدا کے مسیح نے کہا کہ یہ خدا کا فعل اور امر ہے میں اسکو نہیں چھوڑ سکتا خواہ ساری دنیا مخالف ہو جاوے

پس

اس زندہ نظیر کو دیکھو اور اس سے سبق حاصل کرو کبھی اخفای حق کی کوشش نہ کرو۔ اس سے دل سیاہ ہو جاتا ہے شہادت حقہ کے ادا کرنے میں مرد میدان بنو اور دنیا کی کسی عزت اور زید و بکر کی پروا نہ کرو۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم کتمان شہادت حقہ کے ملزم نہ ہوں کیونکہ ساری توفیق اسی کے ہاتھ میں ہے وھو نعم المولیٰ و نعم النصیر۔

المٰین

کتاب عسل مصفیٰ اسم با مسمیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی نبیہ والہ

اما بعد کتاب عسل مصفیٰ خاکسار کی حالت مرض عنب خاصہ میں پہونچی۔ اکثر ابواب و فصول اُس کے بعد افاقہ کے مطالعہ کیے گئے۔ جسقدر مسائل سلسلہ احمدیہ مندرجہ آیت وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ سے تعلق رکھتی ہیں اُن سب کی تحقیقات عجیب دلائل قویہ اور براہین سنیہ کے ساتھ بہ ترتیب عجیب وغریب کی گئی ہے جو طالب حق کے لیے ثبوت وفات مسیح اور اثبات دعاوی مسیح موعود میں کچھ شک وشبہ باقی نہیں رہتا اور علاوہ اس کے حضرت خاتم النبین و سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت کے اثبات کے لیے ایسے ایسے شواہد اس کتاب میں مندرج کیے گئے ہیں کہ مخالفین اسلام کو بھی بشرط طلب حق کے بجز تصدیق رسالت کے چارہ نہیں ہے کیونکہ جب پیشین گوئیاں خواہ مندرجہ قرآن مجید ہوں یا احادیث یا مندرج عہد عتیق اور عہد جدید ہوں جبکہ اُن کا وقوع اس قرین میں ایسا ثابت کیا جاوے کہ ہر کہ ومہ اُن کا مشاہدہ کر لیوے تو پھر امر مشاہدہ کا انکار کوئی کیونکر کر سکتا ہے فاضل مصنف نے اس کتاب میں صدہا پیشین گوئیاں مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم کی اسطرح پر معہ شرح درج فرمائی ہیں کہ ناظرین کو اُن کے وقوع کا مشاہدہ کرا دیا ہے و للہ در المصنف مسیح موعود کے زمانہ کا سنہ مع تاریخ کے چودہویں صدی میں ثابت کر دیا ہے جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء ترتیب ابواب و فصول ایسی عمدہ ہے جیسا کہ اشکال اقلیدس کی ترتیب ہوتی ہے جس سے مخالفین اندرونی کے لیے اس ترتیب کے ساتھ بجز تبتول کے

چارہ نہیں ہے۔

باب اوّل

میں تقدیم کتاب اللہ کے سائر ادلہ شرعیہ پر بیان کی ہے اگرچہ یہ مسئلہ تقدیم کتاب اللہ کا باجماع اہل اسلام مسلم ہے لیکن ابنا ر زمان نے اس مسئلہ کو پس پشت ڈال دیا تھا لہذا فاضل مصنف نے ابنائے زمان کی تنبیہ کے واسطے اس مسئلہ کو ایسی ادلہ مسلمہ فریقین سے ثابت کیا ہے کہ اب بجز قبول کے چارہ نہیں رہا۔

باب دوم

جو حدیث کے واجب العمل ہونے میں لکھا ہے ایک عجیب وغریب بیان ہے معہذا امر من سنت علی الکتاب کا مسئلہ جو ابنا ر زمان پر مخفی تھا اس کو بھی عمدہ طور سے بدلائل کتاب وسنت مبرہن کیا ہے جس سے صدہا نزاع واقعہ بین المسلمین کا جو متعلق احادیث ہیں فیصلہ ہوا جاتا ہے۔

باب سوم

تفاسیر قرآنی کے بیان میں ہے اسباب میں قبول وعدم قبول تفاسیر کے لیے عجیب وغریب اصول ممہد کیے ہیں جن کے مرعی رکھنے سے صدہا وہ اغلاط دفع ہو جاتے ہیں جنکو ابنا ر زمان نے قرآنی تعلیم سمجھ رکھا ہے جزاک اللہ خیر الجزاء

باب چہارم

بشارات محمدیہ وعیسویہ جو آسمانی والہامی کتابوں میں مندرج ہیں تحریر کر کر یہ دکھلایا ہے کہ جبکہ یہ جملہ بشارات اور پیشگوئیاں استعارات ومجاز وتشبیہ وغیرہ پر مشتمل ہیں معہذا ابتدائے اسلام سے لیکر آجتک تمام اہل اسلام انکو استعارہ اور مجاز کے ساتھ تسلیم کرتے چلے آئے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ مسیح موعود کی پیشگوئیوں میں استعارہ اور مجاز نہ مانا جاوے کہ اس صورت میں تو اہلکتاب یہود ونصاری کا بھی انکار رسالت آنحضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم میں معذور قرار دیے جاویں گے ونعوذ باللہ منہ بلکہ تمام ابواب رویا ومکاشفات کے جنہیں استعارہ اور مجاز اکثر ہوا کرتا ہے مسدود ہو جاوینگے وھو خلاف ما اجمع علیہ جمیع اہل الکتاب

باب پنجم

میں مجددین ماسبق کی تفصیل مشرح طور پر بیان کی ہے اور **حدیث** ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ کی ایک شرح عجیب وغریب بیان کر کر ناظرین کو اسطرف متوجہ کیا ہے کہ کیا وجہ ہے جو صدی چہار دہم باوجود کثرت فتن اور حدوث شرور کثیرہ کے مجدد سے خالی جاوے حالانکہ دین اسلام کیلئے بسبب کثرت فتن عظیم کے اس صدی میں ایک عظیم الشان مجدد کی سخت ضرورت واقع ہے۔

فراموشت شد ای قوم احادیث رسول اللہ
کہ نزد ہر صدی یک مصلح امت شود پیدا

باب ششم

محدث کے بیان میں ہے اس باب میں دلائل عقلیہ ونقلیہ سے ثابت کیا ہے کہ اس امت مرحومہ میں واسطے اظہار ان حقائق قرآنیہ اور لطائف فرقانیہ کے جنکی اسلام کو ہر قرن میں ایک خاص ضرورت واقع ہوا کرتی ہے محدث اور ملہم کا ہونا بھی ضروریات سے ہے جس کے ظہور سے باغ اسلام ترو تازہ رہ کر ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء و تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا کا مصداق بنا رہے۔

باب ہفتم

میں علاوہ احادیث کے مسیح موعود کے لیے اشارات لطیفہ قرآن مجید سے استنباط کیے ہیں جن کے مطالعہ سے ناظرین منصفین کو نہایت لذت روحانی حاصل ہوتی ہے وللہ در المؤلف الفاضل

باب ہشتم

میں مسیح کا وفات پایا جانا ایسا بیان کیا ہے کہ گویا مشاہدہ کرا دیا ہے اور تمام مسائل متعلقہ وفات ونزول وغیرہ اس شرح اور بسط سے بیان کیے ہیں جو اور کسی کتاب میں اس شرح سے یکجائی تحریر نہیں کیے گئے۔ اس باب میں طویل الذیل فہرست فصول کی اول کتاب میں درج ہے ناظرین اسکو ملاحظہ فرماویں۔ یہ باب اسقدر طویل الذیل اور کثیر الابحاث ہے کہ صفحہ ۹۴ سے شروع ہو کر صفحہ ۱۴۵ پر ختم ہوا ہے مگر کاتب نے تحریر نمبر فصول وابواب میں کسیقدر سہو کیا ہے اور دوسرے مقام پر بھی کسیقدر نمبروں میں غلطی کی ہے جسکو ناظرین صحیح کر سکتے ہیں

باب نہم

میں بدلائل عقلیہ ونقلیہ بیان کیا ہے کہ مراد ابن مریم سے حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد صاحب ہیں اور ایسے دلائل سے اس مسئلہ کا ثبوت دیا ہے کہ مسلم ولقینی ہیں۔ اور ۲۲ وجوہ موجبہ ایسے لکھے ہیں جن سے حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کو حضرت عیسی علیہ السلام سے مناسبت اور مشابہت تامہ ہے پھر کیا وجہ کہ انکو ابن مریم نہ کہا جاوے

باب دہم

میں اماما منکم منکم کی ایک شرح عجیب وغریب کی گئی ہے اور حضرت اقدس مرزا صاحب کا بنی اسحق سے ہونا ثابت کر کر یہ دکھلایا ہے کہ وہ کامل مجددیت جو مہدویت اور مسیحیت کی جامع ہو اور دونوں شانیں اپنے اندر جمع رکھتی ہو قریش سے منتقل ہو کر اب بنی اسحق میں آگئی ہے جس کے مصداق حضرت مرزا صاحب ہیں جیسا کہ نبوت اور رسالت بنی اسرائیل سے منتقل ہو کر حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں جو بنی اسمعیل سے ہیں جلوہ گر ہوئی تھی ہاں فرق اسقدر ہے کہ وہاں پر ختم نبوت ورسالت تھا اور یہاں پر ختم ولایت ہے۔ اس باب میں فاضل مؤلف نے ایسے دلائل لطیفہ درج کیے ہیں

چنسے ایمانی قوت ترقی پذیر ہوتی ہے اور وہ تمام توہمات جو ابنار زمان مہدی مسعود اور مسیح موعود کے بارہ میں رکھتے ہیں دور ہو جاتے ہیں۔

اس باب میں وجوب بیعت امام الزمان کا مسئلہ بھی بخوبی حل کر دیا گیا ہے جس سے فریقین سنی و شیعہ کو بجز قبول کے کوئی چارہ نظر نہیں آتا۔

باب یازدہم

باب خاتمۃ الابواب ہے اور ۲۲ فصول پر مشتمل ہے جو بہت ہی کثیر الابحاث ہے صفحہ ۱۹۴ سے شروع ہو کر صفحہ ۵۱۸ پر ختم ہوا ہے میرے خیال میں وہ ہدایات اور ابحاث اس باب میں مندرج ہیں جنکو دلالات موصلہ الی المطلوب کہا جا سکتا ہے جو صاحب اس باب کو بنظر انصاف و امعان نظر مطالعہ فرماویں گے وہ بالضرور منزل مقصود کو پہونچکر خاکسار کے یہ شعر مندرجہ سرلوح اعلام الناس اول حصہ پڑھنے لگیں گے۔

الیس اللہ بکاف عبدہ مرزا غلام احمد
مسیح وقت و مہدی ہم مجدد بر سر ایں صد
سلامی از رسول اللہ برتو ای مسیحا ہم
شدہ حاضر رسانم تا شود حاصل بنا یم
منور کن دلم را با الٰہی از کتاب اللہ
بفیض آں امام قادیانی عارف و آگاہ

خاتمہ بالخیر

میں جو بخدمت علماء زمان اپیل کیا ہے وہ کیسا برمحل و واقع ہوا ہے کہ بعد ملاحظہ وجوہ اپیل مندرجہ کتاب ہر ایک روح جو صدق و راستی کی طالب ہوگی خود بخود اس اپیل کو تسلیم و منظور کر کر ہر دو قصیدہ مدحیہ مولوی عبداللہ صاحب وغیرہ کی پڑھنے لگیگی جو آخر میں درج ہیں اور مناجات کا ورد کریگی۔ خاکسار ہر ایک اپنی دوست کی خدمت میں تاکید عرض کرتا ہو کہ اس کتاب کو خود بھی ایک دفعہ اور اپنی متعلقین کو بھی۔ (سید محمد احسن امروہوی)

اہل سائنس کی بلند پروازی

بُت کریں آرزو خدائی کی
شان ہو تیری کبریائی کی

اگرچہ علم برق ابھی ابتدائی حالت میں ہے حتیٰ کہ ابتک یہ بھی تحقیق نہیں ہوا کہ بجلی کیا چیز ہے لیکن حضرت انسان کی بلند پروازی اور اُس کے خیال کی پہنچ دیکھنی چاہیئے کہ آپ کہاں تک منصوبے بنا کر بیٹھے ہیں۔ بس خدائی دعوی کرنے میں کچھ یونہی سی کسر باقی ہے۔

نکولا ٹسلا امریکن ماہر علم برق کے نام سے ناظرین واقف ہیں یہ شخص جسکی عمر ۴۴ سال کی ہے ہنگری کا باشندہ ہے۔ ۱۸۸۱ء میں وہ محکمہ ٹیلیفون ہنگری میں انجینئر تھا۔ کچھہ دن پیرس میں بجلی کی روشنی کا اہتمام کرتا رہا۔ سنہ ۱۸۸۴ء سے نیویارک میں مسٹر ایڈیسن (موجد فونوگراف وغیرہ) کے کارخانہ میں ملازم رہا اور چندروز کے بعد اُس نے علم برق میں وہ کمال بہم پہنچایا کہ اب اُس کی شہرت ایڈیسن سے کچھہ کم نہیں بلکہ زیادہ ہے۔ حال میں ایک رپورٹر اخبار نے نکولا ٹسلا سے ملاقات کی۔ دوران گفتگو میں اُس نے بیان کیا کہ وہ زمانہ بہت دور نہیں ہے کہ سمندر کے پار بغیر تار برقی پیام رسانی نہایت ہی کم خرچ پر ہوا کریگی اور اُس نے یہ بھی دعوی کیا کہ میںنے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ بات بلا کسی شبہ کے عملی طور پر ممکن ہے کہ ہم بجلی کو اتنی دور بھیج سکیں کہ آسمان کے قریبی ہمسایوں یعنی عطارد اور مریخ وغیرہ

سیاروں کے باشندوں سے بات چیت

کر سکیں۔ وہ کہتا ہے کہ اس میں تو مطلق شبہ نہیں کہ ہم سیاروں تک پیغام بھیج سکتے ہیں اور یہ امر ممکنات سے ہے (اگرچہ یقینی نہیں) کہ وہ ہمیں جواب دیں۔ وہ کہتا ہے کہ آئندہ زمانہ میں انجینیروں کا سب سے بڑا کام یہ ہوگا کہ بجلی کی طاقت ایک مقام سے دوسرے مقام کو منتقل کیا کریں۔ دریاؤں کی آبشاروں میں بجلی کی طاقت کا غیر محدود خزانہ ہے اور یہ طاقت دنیا کے ہر حصہ میں انسان کی خدمت کے لیے منتقل ہو سکتی ہے بغیر کسی تار کے۔ بعض خوش قسمت ملکوں کے لیے جو آبشاروں کے مالک ہیں

آمدنی کا ایک نیا ذریعہ

نکل آئے گا۔ مثلاً امریکہ۔ کینڈا۔ جنوبی و وسطی امریکہ۔ سوئٹزرلینڈ سویڈن اور ہندوستان جہاں بڑے بڑے آبشار واقع ہیں جس وقت یہ کام جاری ہو گیا انسان زمین کے ہر حصہ میں یکساں مستفید ہو سکیں گے۔ بنجر زمینوں کو سرسبز و شاداب کرنا اور کنوؤں اور چشموں کے پانی سے آبپاشی کرنا بہت ہی آسان ہو جائیگا۔ کیونکہ بجلی کی طاقت سے کلیں بہت تھوڑے خرچ میں چلیں گی۔ ویران اور بیابان صحرا تختہ ہائے گلزار بنجائیں گے اور انسانی زندگی پر زیادہ پر لطف ہوگی۔

نکولا ٹسلا کا ایک اور بھی منصوبہ ہے کہ پانی اور سٹیم اور بجلی کی طرح

شعاع آفتاب سے خدمت

لی جائے۔ وہ بغیر ایندھن کے حرارت بہم پہونچانے کی تدبیر سوچ رہا ہے وہ شعاع آفتاب پر قبضہ کرنا چاہتا ہے کہ انسان کے لیے ایک اور عنصری خدمتگار ہاتھ آجائے کہ اُس کا حکم مانے اور مرضی کے موافق کام دے۔ وہ بہت بڑے بڑے آتشی شیشوں سے شعاع شمس کی حرارت ایک نقطہ پر مجتمع کرنا چاہتا ہے۔ جس وقت حرارت شمس کا بڑا ذخیرہ حاصل ہونے لگا تو بجلی کی طرح اُس کو جہاں دل چاہے منتقل کرنا آسان ہوگا اور دنیا میں کوئلہ اور لکڑی کا خرچ نہ ہوگا۔

ٹسلا کہتا ہے کہ اس طرح سے بجلی ایسی سستی ہو جائیگی کہ غریب سے غریب کارخانہ دار برائے نام خرچ پر جو سٹیم سے بہت ہی کم ہوگا استعمال کر سکے۔ تمام ریلیں اور جہاز بجلی کی طاقت سے چلیں گے اور غریب سے غریب آدمی بجلی پیدا کرنے کے نئے طریقہ سے مستفید ہوگا کیونکہ کھانا پکانے۔ روشنی

دیتے اور حرارت بہم پہونچانے کا تمام کام بجلی سے لیا جائے گا جس کی قیمت کوئلہ لکڑی اور مٹی کے تیل سے بھی کم پڑے گی۔ لیکن تمام مذکورہ بالا دعوی محض بے حقیقت اور بے نمود نظر آتے ہیں۔ ٹسلا کے اس خواب کے سامنے کہ وہ بے شمار نئی دنیاؤں کا خفا رسے ظہور میں لاتا اور ان کا فنا کرتا قوت بشری کی دسترس کے حیطۂ امکان میں خیال کرتا ہے۔

لارڈ کیلون کی تھیوری پر ٹسلا نے اپنے خیال کی بنیاد قائم کی ہے۔ اور اجرام فلکی پیدا کرنا وہ انسان کے لیے ناممکن نہیں بتلاتا لارڈ کیلون کی تھیوری یہ ہے کہ تمام مادے کی اصلیت ایتھر ہے جو ہوا سے بدرجہا زیادہ لطیف اور نظر نہ آنے والی شئے ہے۔ ایتھر تمام غیر محدود خلا میں پھیلا ہوا ہے۔ دوسری چیزوں اور ایتھر کے ذروں میں صرف اتنا فرق ہے کہ وہ ہر وقت گردش میں رہتی ہیں اور ایتھر کے ذرے ساکن رہتے ہیں۔ پس تمام مادہ کیا ہے؟ متحرک ایتھر ہے۔ حرکت کرنے سے ایتھر کثیف ہو جاتا ہے اور آخر بڑے بڑے اجرام فلکی اور پانی ہوا اور مٹی اور معدنیات وغیرہ اسی سے بنجاتے ہیں مادہ کی تمام مختلف شکلیں محض ایتھر کی بدلی ہوئی صورتیں ہیں جس وقت مادے کے ذروں کی حرکت بند ہو جائے تو ہر ایک چیز پھر اپنی اصلی حالت پر آکر ایتھر بن جائے گی اور نظر سے غائب ہو جائے گی۔ پس اگر دنیا میں کسی شئے کے ذرّوں کی حرکت غایت درجہ سردی سے بند کر دیجائے تو وہ ایتھر کی شکل میں منتقل ہو کر نظر سے مخفی ہو جائے گی اور بخلاف اس کے کسی اور طاقت کے ذریعہ ایتھر کو متحرک کیا جائے تو مادہ ظہور میں آئے گا یعنی بجلی یا حرارت کا کافی ذخیرہ انسان کے قبضہ میں ہو تو وہ ایتھر سے حسبفہ چاہے اجرام فلکی ظہور میں لا سکتا ہے اور جب دل میں آئے مٹی کے کھلونے کی طرح توڑ پھوڑ کر نظر سے غائب کر سکتا ہے ٹسلا نے کہا کہ یہ خیال اگرچہ نہایت ہی حیرت انگیز ہے لیکن اہل سائنس کے نزدیک مادہ کے غیر فانی ہونے کے اصول کے خلاف نہیں ہے اور سائنٹیفک ممکنات میں سے سمجھا جاتا ہے۔ یہ بات ذہن میں لانے کے لیے تخیّل سے زیادہ کام لینے کی ضرورت نہیں ہے کہ آفتاب کی حرارت پر قبضہ کرنے کے بعد عالموں کا ظہور میں آنا اور فنا ہونا شاید انسان کی دست اندازی کے بغیر خود بخود ہوا کرے۔ اگر آدمی ایسا کر سکا تو اس کی طاقتیں فرشتوں کی سی ہونگی کیونکہ وہ ہر ایک قسم اور مقدار کا مادہ پردۂ خفا سے ظہور میں لا سکے گا اور ہر ایک نظر میں آنے والی شئے کو اسکی اصلی حالت میں منتقل کر سکے گا اس نے کہا کہ یہ انسان کی سب سے بڑی کامیابی ہوگی۔

اگر بالفرض محال مان بھی لیں کہ نکولا ٹسلا کے واہمہ نے جہاں تک خیال دوڑایا ہے سب کچھ عملی صورت اختیار کرلے تو بھی انسان ایسا ہی محتاج اور عاجز رہیگا جیسا کہ اب ہے کیونکہ وہ ایک ذرہ کی تخلیق پر قادر نہیں ہے۔ البتہ وہ خدا کے بنائے ہوئے مادہ کی شکل بدل سکتا ہے یا نیکو گیس اور گیس کو پانی بنا سکتا ہے ممکن ہے کہ وہ ایتھر کو مادہ کی شکل میں منتقل کرے اور شائد خدا اس سے بھی زیادہ قدرت کے راز اپنے بندوں پر کھولدے لیکن یہ کالے سر والا اپنی ہستی کو نہ بھول جائے اس کی اس میں خیر ہے۔ پہلے سب کچھ ہو چکا ہے۔ حکمارِ یونان کو طلسمات اور نیرنجات میں کہاں تک دخل تھا پرانی روایتوں سے پتہ لگتا ہے جنپر اب کوئی یقین نہیں کرتا۔ ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو کہ وہ ایتھر کو حرکت دیکر حسب دلخواہ مکانات اور باغات بنا لیتے ہوں اور چشم زدن میں مٹا دیتے ہوں لیکن ان حکیموں کا اب کہیں نام و نشان بھی نہیں ہے اسیکو ذات کو ہے

بے اختیار بونہیں ہے یہ آدمی کا دل
کیا جائے کیا کرے جو خدا اختیار دے

مختلف واقعات

مذہبی جنگ۔ سرحدی علاقہ تیراہ میں اور کزیون کے شیعہ اور سنی فرقوں میں ۲۰ تاریخکو اور ایک معرکہ ہوا۔ جس میں پینتیس آدمی کام آئے۔

افسوس ہے اٹلی کے شہر نیپلز میں بھی طاعون پھوٹ پڑا ہے وہاں کے گھاٹ پر پانچ کیس ہوے۔

شاہی ملاقات سر حضور مہاراجہ پٹیالہ جو دھپور نے مارکٹ ہاربر میں لارڈ ہیرس صاحب سے ملاقات کی۔ اور پھر شاہ ایڈورڈ ہفتم کے ساتھ ملاقات کی جو نہایت تپاک سے پیش آئے۔

افریقہ کی نسبت امریکن پولیسی مسٹر روزویلٹ پریسیڈنٹ امریکہ نے بیان کیا کہ معاملات بوئر سے بالکل الگ تھلگ رہیں گے۔ اور کسی بوئر سفارت کے ساتھ سرکاری طور پر ملاقات نہیں کی جائے گی

شہنشاہ روس کا ہمشکل۔ ایک روسی کونٹ بعینہ شہنشاہ روس کا ہمشکل ہے

بالوں کی آرائش۔ یونانی عورتیں ایک سو سینتیس قسم کے بال گندھوانی ہیں۔

جاپان میں مسلمان۔ جاپان میں صرف ایک ہی مسلمان طالب العلم اسوقت تک موجود ہے۔ اسکی ایک مراسلت میں علاوہ دیگر کئی باتوں کے ایک یہ بھی ہے کہ گورنمنٹ ہند نے حکم دیا ہے کہ ہندوستان کا کوئی طالب علم جاپان کے کسی کالج یا یونیورسٹی میں اسوقت تک داخل ہوسکے جب تک کہ اس کے پاس کسی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا ایسا سارٹیفکٹ موجود نہو جسپر برٹش کونسل کی تصدیق ہونی ضروری ہے۔ پس جاپان جانیوالے طلبا کو قبل روانگی اس سند کا بہم پہنچانا ضروری ہے۔